ربّ کے لیے سجدہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جانے کا باعث بن جائے یا میں نے کہا کہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيْئَةً ﴾ [صحیح مسلم: ۱۰۹۳]

''اللہ تعالیٰ کے لیے کثرت سے سجدہ کیا کرو، اللہ کے لیے تمہارا ایک سجدہ تمہارا ایک درجہ بلند کردے گا اور تمہارے نامۂ اعمال میں سے تمہارا ایک گناہ مٹادے گا۔''

کلماتِ طیبہ (ماخوذ از الادب المفرد)

ضروریاتِ زندگی میں نرمی:

عَنْ كَثِيرِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: اَمْسِكْ حَتّٰى أَخِيْطَ نَقْبَتِيْ فَأَمْسَكْتُ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَوْ خَرَجْتُ فَاَخْبَرْتُهُمْ لَعَدُّوْهُ مِنْكِ بُخْلًا۔ قَالَتْ: اَبْصِرْ شَأْنَكَ اِنَّهُ لَا جَدِيْدَ لِمَنْ لَا يَلْبَسُ الْخَلَقَ ۔ [ادب المفرد، رقم: ۴۷۷۔ اس کی سند حسن ہے]

''کثیر بن عبید کہتے ہیں میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انھوں نے کہا ٹھہرو میں اپنا نقاب سی لوں، میں رک گیا، میں نے کہا: اے ام المومنین! اگر میں باہر نکل کر لوگوں کو خبر کروں تو وہ آپ کے اس عمل کو بخل شمار کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دیکھ اپنے حال کو (ذرا ٹھہرو!) اس کے لیے نیا نہیں ہے جو پرانا نہیں پہنتا۔''

بندے کو نرمی پر ملتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ)) [ادب المفرد، رقم: ٤٧٨، ٤٧٩ صحيح ابوداود: ٤٨٠٧۔ مسلم بلفظ آخر ٢١٦٥] وعن حميد مثله ۔

''عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رفیق ہے نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا۔'' حمید سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

اطمینان کا ذکر:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا))

[ادب المفرد، رقم: ٤٨٠ صحيح البخاری، كتاب الادب، ح: ٦١٢٥۔ مسلم كتاب الجهاد، ح: ٨]

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: آسانی کرو مشکل میں نہ ڈالو، تسکین دو نفرت نہ دلاؤ۔''

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: نَزَلَ ضَيْفٌ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ - وَفِي الدَّارِ كَلْبَةٌ لَهُمْ - فَقَالُوْا: يَا كَلْبَةُ! لَا تَنْبَحِيْ عَلٰى ضَيْفِنَا، فَصِحْنَ الْجِرَاءُ فِيْ بَطْنِهَا، فَذَكَرُوْا لِنَبِيٍّ لَهُمْ فَقَالَ: إِنَّ مَثَلَ هٰذَا كَمَثَلِ أُمَّةٍ تَكُوْنُ بَعْدَكُمْ يَغْلِبُ سُفَهَاؤُهَا عُلَمَاءَهَا ۔ [ضعيف موقوفا، وروى مرفوعا الاحاديث الضعيفه: ٣٨١٢]

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بنی اسرائیل میں کچھ مہمان آئے گھر میں ان کی ایک کتیا تھی۔ انھوں نے کہا اے کتیا! تو ہمارے مہمانوں پر مت بھونکنا۔ اس کے پیٹ میں سے پلّی چلائی، ان کے نبی کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو انھوں نے فرمایا: اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک امت تمہارے بعد ہوگی اس کے نادان لوگ علماء پر غالب ہوں گے۔''

فائدہ: اس آخر زمانہ میں اس مثال کی تصدیق بخوبی موجود ہے جس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

فہرست

اپنی تعریف مت کرو

قال اللّٰہ تعالی ﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم:٣٢]

''آپ اپنی پاکیزگی بیان نہ کرو وہی پرہیزگاروں سے خوب واقف ہے۔''

تعریف کرنے والوں کی سزا

عن المقداد بن الاسود قال: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَحْثِيَ فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ . [مسلم: ٣٠٠٢]

''مقداد بن اسود سے روایت ہے انھوں نے کہا، اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا: تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے محمد (ﷺ)! میں نے کہا میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے تو یہ دعا پڑھ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ . [ترمذی: ٣٢٣٣، صحیح صححه الالبانی]

اے اللہ! میں تجھ سے درخواست گزار ہوں کہ مجھے بھلائیوں کو انجام دینے، برائیوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور مساکین سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور جب تو اپنے بندوں پر کوئی آزمائش نازل کرنا چاہے تو مجھے اس آزمائش سے بچا کر اپنے پاس بلا لینا۔''

11 تا 17 جولائی 2008ء......(976)...... 07 رجب المرجب 1429ھ

کہاں ہیں!

اداریہ ═══ حافظ احمد شاکر

روٹی، پانی اور ہوا کی طرح جمہوریت ہر سیاست دان کی ضرورت بن چکی ہے۔اس کے سابقے ہر موسم کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔کبھی بنیادی جمہوریت، کبھی عوامی جمہوریت، کبھی اسلامی جمہوریت، کبھی حقیقی جمہوریت اور کبھی اصلی جمہوریت۔گویا سیاست دانوں کے نزدیک جمہوریت ہی وہ امرت دھارا ہے جو ہر مشکل کا حل، ہر بیماری کا علاج اور ہر پریشانی کے لیے نسخہ کیمیا ہے۔جمہوریت کی آسان ترین تعبیر یا تعریف ڈاکٹر علامہ اقبال نے یہ کی تھی کہ اس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے، جب کہ اسلام نے وجہ ترجیح یا معیار انتخاب اعمال کو بنایا ہے اور اعمال ہی کا قیامت کے دن وزن ہوگا گویا اسلام کے نزدیک گنتی اہم نہیں......اعمال کا......وزن اہم ہے۔لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

....

ایوب خاں اور یحییٰ خاں کے مارشل لاؤں کے بعد ایک عوامی جمہوری دور آیا تھا اس دور کی خرابیاں ذکر کرنے لگیں تو بے شمار ہوں گی لیکن اس دور کی بعض خوبیاں بھی ہیں جو یقیناً قابل رشک ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر خطاؤں کے حوالے سے اُن کے قابل مغفرت ہونے کی توقع بھی کی جا سکتی ہے۔ان حسنات میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا سب سے اہم ہے۔اس کے علاوہ نیتوں کا حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے تاہم شراب، جوئے پر پابندی، جمعۃ المبارک کی تعطیل بھی مشہور ہیں۔لیکن ایک خوبی کا ذکر اگلے دن ہمارے ایک باخبر محترم دوست نے (جو آٹے کے مل اونر ہونے کے باعث بھٹو دور میں متاثر بھی ہوئے تھے) نے کیا کہ بھٹو مرحوم نے اس دور کے بینکوں کے سربراہان کو ہدایت کی تھی کہ گندم اور اس کی مصنوعات کی ذخیرہ اندوزی کے لیے کسی سرمایہ دار کو قرض نہ دیا جائے۔اس کا ہمیں اب اندازہ ہوا اور حیرانی ہوئی کہ اتنے بڑے کار خیر یا اسلامی ریاست کی بنیادی پالیسی (خوراک کی ذخیرہ اندوزی کی حرمت) کی اللہ تعالیٰ نے بھٹو مرحوم کو توفیق مرحمت فرمائی۔جمہوری ادوار کے محاسن کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات ضمناً آ گئی۔اس دور کے بعد گیارہ سال کا طویل دورِ آمریت آیا جس میں جمہوریت تو گم رہی یا تماش بینوں کے ہاتھ نہ آئی لیکن ان گیارہ سالوں میں ایران، عراق جنگ اور پھر بعد میں افغان جنگ کے باوجود (جس میں پاکستان کا بنیادی کردار بلکہ قیادت مخفی نہیں) وطن عزیز میں خوراک اور بنیادی ضروریات کی قیمتیں مستحکم رہیں، صنعتوں کا پہیہ تیزی سے گھومتا رہا، تجارت نے بھی خوب ترقی کی اور پاکستان کی تاریخ میں صرف اسی دور میں پاکستانی روپے کی قیمت بھارتی روپے سے بڑھی اور بھارتی حکمران اس دور کی پاکستان کی معاشی اور سیاسی پالیسیوں سے جھنجھلا اٹھے تھے۔لیکن وہ دور صلیب کی آنکھ کا کانٹا بن گیا نیز مسلم امہ کی بیداری صلیب کے پجاریوں نے جونہی بھانپی وہ وطن عزیز اور اس کے خیر خواہ پالیسی سازوں کے کھتے پڑ گئے تا آنکہ وہ اس دور کو سبوتاژ کرنے میں کامیاب ہوئے اور ہمارے سیاست دان پھر اپنی اپنی خواہشوں کے چراغ لے کر جمہوریت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

حادثہ بہاولپور کیا ہوا کہ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹ گیا۔یعنی طاغوت کی آنکھ میں کھٹکنے والا خار نکل گیا اور وطن عزیز کے ''دلدادگان جمہوریت'' کی بن آ گئی، ۸۸ء کے بعد انتخابات ہوئے تو بے نظیر مرحومہ سریر آرائے اقتدار ہوگئیں۔جمہوریت آتے ہی مہنگائی نے جبڑے کھولنے شروع کر دیے کیوں کہ وزیر اعظم موصوفہ افغان مجاہدین سے متعلقہ دیگر ''فرائض'' کی انجام دہی کے علاوہ ''پڑوسیوں'' سے مصالحت و مفاہمت میں مصروف ہوگئیں حتیٰ کہ انھوں نے اپنی حکومت کے ایک با اعزاز وزیر کو بھارت کے خیر سگالی کے ایسے دورے پر روانہ کیا جس سے بھارتی حکمران دورِ آمریت کی دور رس پالیسیوں کے دباؤ سے آزاد ہو کر ہلکے پھلکے ہوگئے۔امریکی نیو ورلڈ آرڈر کا برصغیر کو ''پرامن'' رکھنے (یعنی بنئے کو علاقے کا تھانیدار ہونے) کا ایک مرحلہ مکمل ہوگیا۔بے نظیر کے اس ''گراں قدر'' تحفے کے باعث جنوب ایشیا میں ضیاء کے اسلامی بلاک بنانے کی حکمت عملی کی جڑ کاٹ دی گئی۔

پھر جناب نواز شریف اپنی اسلامی جمہوریت کے ساتھ آئے، اس (یعنی پہلے) دورِ حکومت میں ان کے اندر وطن عزیز کے لیے غیرت وحمیت اور خیر خواہی کے جراثیم کثیر مقدار میں ہونے کے باوجود ان کے ہی دورِ حکومت میں امریکا کے بلائے ہوئے V.I.P مجاہدین کی پکڑ دھکڑ اور ان پر ظلم وجور کی ابتدا کر دی گئی (یعنی خار دار شجر انہی کے ہاتھوں بویا گیا) تاکہ مستقبل کے نیو ورلڈ آرڈر پر عمل درآمد میں نہ کوئی مشکل ہو اور نہ ضیاء کے چہیتے میاں صاحب اور ان کے ہم خیال کُسکُ ہی سکیں۔لیکن

وہ اپنی خوبیوں اور دعووں کے باوجود سابقہ...... بے نظیر......حکومت کی مہنگائی کو کم کرنا تو درکنار اس کی بڑھوتی بھی نہ روک سکے اور ڈیوٹی سے زیادہ حکومت بھی نہ کر سکے۔

ان کے بعد جب بے نظیر جمہوریت کا دوسرا دور آیا پھر چینی زقند لگا کر ۱۲،۱۴ سے ۲۰،۲۲ روپے کو چھونے لگی اور ایسے ہی روزمرہ کی اشیاء کی مہنگائی خصوصاً بجلی ایک روپے سے بڑھ کر دو، تین روپے فی یونٹ ہونے کے علاوہ ایندھن اور عام استعمال کی اشیاء کی قیمتوں نے بھی زقندیں بھرنی شروع کر دیں۔ نیز مجاہدین کی سرکوبی کا جو عمل میاں صاحب نے شروع کیا تھا یہ اس کو آگے بھی بڑھاتی رہیں اور ساتھ ہی ساتھ بقول علماء کے انسانی فطرت ......کل کے لیے روزی جمع کرنا...... کے مطابق مستقبل بھی محفوظ و مضبوط کرنے لگیں۔ حسب ضرورت (حسب خواہش نہیں) اہداف پانے کے بعد ہمارے وائسرائے نے ان کو سکیورٹی رسک قرار دے کر ان کی حکومت کو دوسری بار چلتا کیا اور مرحومہ جان بچانے کے عنوان پر دبئی جا کر خود اختیار کردہ جلاوطنی کی زندگی گزارنے لگیں۔ جب کہ ان کے شوہر نامدار کو جو مبینہ بدعنوانی کے مقدمات میں قید بھگت رہے تھے ہمارے سادہ دلوں نے ان کو مرد حر کے لقب سے بھی سرفراز کر دیا۔

عوامی جمہوریت کے بعد ایک دور پھر میاں نواز شریف کا آیا یہ دور اگر چہ پہلے دور والے میاں صاحب کا نہیں تھا بلکہ اس سے خاصا مختلف تھا، اس دور میں میاں صاحب کو جس طرح کا موقع ملا وہ نہ اس سے پہلے کبھی کسی کو ملا اور نہ شاید بعد میں ہی ملے کہ مرکز میں بڑے میاں صاحب وزیر اعظم اور صوبے میں چھوٹے میاں صاحب وزیر اعلی۔ لیکن دوسرے خصائل وفضائل کے علاوہ آٹے کو ۔/۲۴۰ سے ۔/۴۰۰ روپے تک لے جا کر پھر ۔/۳۶۰ تک لانا اسی دور کی یادگار ہے۔ دوسرا میاں صاحب نے بھارت سے تجارت یعنی چینی، سریا، سیمنٹ وغیرہ کی آمد کا پاکستان میں دروازہ کھول دیا جو وسیع ہوتا ہوتا اب ٹماٹر اور آلوؤں تک پہنچ چکا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مل مالکان اور حکومت کو آٹا مہنگا کرنے کی جرأت اس کے بعد ہی ملی۔ یہ تحفہ اسلامی جمہوریت کا تھا جو اب عوام کے لیے سوہان روح بن چکا ہے۔

اس کے بعد خلائی حکومت جو حقیقی جمہوریت کی تلاش میں آئی تھی، نے سابقہ حکومت کو معزول کر کے جو رویہ اور انداز اپنایا وہ بہ ظاہر تو ''قومی مفاد'' لگتا تھا لیکن اصلاً وہ امریکیوں یعنی صلیبیوں کا مفاد تھا، بوئے خزاں کی تیزی تو ابتدا ہی سے ''اہل دین کو ہدف بنانے کی پالیسی'' سے ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھی جب کہ ہماری خوش گمان قوم ان ہونی امیدیں لگا کے بیٹھ گئی۔ ادھر سیاسی پرندے منڈیریں بدلتے دانہ تلاش کرتے کرتے دستر خوان تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے اور دوسری طرف ہمارے حق گو، ''بہادر'' اور ''جرأت مند'' صدر نے ۱۱/۹ کے موقعے پر خود سپردگی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ

پہلے ہی گھر میں کہاں تھی قدر و منزلت   شب کی منتوں سے گئی رہی سہی

کہ وطن عزیز کے سابق حکمران تو پہلے امریکا کو قبلہ بنا ہی چکے تھے کہ ہمارے صدر صاحب نے ۱۱/۹ کی شب صرف ٹیلی فون کی ایک کال پر ڈھیری ڈھا دی۔ حقیقی جمہوریت کا اصل تحفہ تو موصوف خود ہی تھے نہلے پہ دہلا ان کی شوکت عزیز جیسے ''گوہر نایاب'' کی دریافت تھی جس نے وطن عزیز کی معیشت کی کمر میں ایسا چھرا گھونپا کہ نہ جانے قوم کی پیٹھ سے لہو کتنا عرصہ رستا رہے گا۔

حقیقی جمہوریت کی ایذا رسانیاں اور خون آشامیاں جب حد سے بڑھنے لگیں اور عالمی حالات کروٹ لینے لگے تو پھر جلاوطن اور خود اختیاری جلاوطن لیڈروں کے خلفائے مجاز کچھاروں سے نکل کر دوبارہ اصلی جمہوریت کا راگ الاپنے لگے۔ ان کو لیلائے جمہوریت تک رسائی کے لیے ۱۸ فروری ۲۰۰۸ء کی نوید دی گئی جو اللہ اللہ کر کے کئی خونیں حادثات برپا کرتے ہوئے بالآخر آ گئی جس کے بعد مژدے سنائے گئے اور جشن منائے گئے کہ اب اصلی جمہوریت برآمد ہو گئی ہے۔ اب عدلیہ بحال ہو جائے گی، گم شدہ افراد بازیاب ہو جائیں گے۔ قتل و غارت رک جائے گی، دھماکے ختم ہو جائیں گے، مہنگائی کا جن بوتل میں بند کر دیا جائے گا اور ہر طرف امن، خیر، اور عافیت نظر آئے گی۔ لیکن ہوا کیا؟

۱۸ فروری کے بعد جو جمہوریت آئی اس کی رونمائی مرحلہ وار ہونے لگی، ایک ماہ میں عدلیہ کی بحالی، صدر کا مواخذہ، صدر کی رخصتی اور ۱۰۰ دنوں میں کایا پلٹ۔ جمہوریت کے یہ سب امید افزا مرحلے تھے۔ قوم کو جس جمہوریت کی لال بتی کے پیچھے لگایا گیا تھا وہ تو ہاتھ نہ آئی اب عوامی جمہوریت کے رخ زیبا سے جب نقاب سرکا تو معلوم یہ ہوا کہ یہ تو وہی خوش خیال حقیقی جمہوریت ہے سکرپٹ وہی ہے، بس اداکار ہی بدلیں ہیں باقی سب کچھ وہی ہے۔ وہی بدامنی ہے، وہی خود کشیاں، وہی ڈاکے، وہی مہنگائی عدلیہ وہیں کی وہیں، گم شدگان ابھی تک ویسے ہی لاپتا ہیں۔ حتی کہ باؤچر کے قدوم شیطنت لزوم کو حسب سابق خون مسلم کی سلامی دیتے ہوئے خیبر آپریشن شروع کیا گیا جس کے بعد دھماکے شروع ہو گئے اور دیگر بے گناہوں کے ساتھ پنجاب پولیس کے ۱۵ بے گناہ جوان بھی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بس اللہ تعالیٰ ملک وقوم پر رحم فرمائے میاں نواز شریف کی ''مروّت'' سمجھ میں تو آ رہی ہے لیکن کب تک اور کہاں تک؟ اب جی تو چاہتا ہے کہ دلدادگانِ جمہوریت سے ان کے گریبان پکڑ کر جمہوریت کے ذریعے قوم کے مفادات کا سوال کیا جائے لیکن اس سے قوم کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ ہاں جمہوریت کی تسبیح کرنے والوں سے ہم یہ پوچھنے کا حق تو رکھتے ہیں کہ ع ثنا خوانِ تقدیس ''جمہوریت'' کہاں ہیں۔

انمول جواہرات

شیخ عمر فاروق

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمھیں چار چیزیں میسر ہوں تو دنیا کی کسی چیز سے بھی محرومی تمہارے لیے خسارے کی بات نہیں:

① ......امانت کی حفاظت [حِفْظُ اَمَانَةٍ]، ② ...... سچی بات کہنا [صِدْقُ حَدِیْثٍ]، ③ ......خوش اَخلاقی [حُسْنُ خَلِیْقَةٍ]،
④ ......حلال روزی [عِفَّةٌ فِیْ طُعْمَةٍ]

مندرجہ بالا تین باتوں پر گفتگو ہوچکی ہے، آج ان میں سے آخری بات یعنی حلال روزی پر بات کرتے ہیں۔

صدق مقال (سچی بات کہنا) اور اکل حلال (حلال کھانا) اِن دونوں باتوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اکل حلال سے صدق مقال کی توفیق نصیب ہوتی ہے بلکہ تمام اعمالِ صالحہ کا صدور اُسی وقت ممکن ہے جب حق حلال کی روزی سے رزقِ طیب استعمال کیا جائے۔ ربّ کریم کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ﴾

''اے رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔'' [المومنون: ۵۱/۲۳]

رسولوں کے ساتھ اہل ایمان کو بھی اِسی حکم سے نوازا گیا ہے۔

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ [البقرۃ: ۱۷۲/۲]

''اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو کھایا کرو اور اگر اللہ ہی کے بندے ہو تو اُس کی (نعمتوں کا) شکر بھی ادا کیا کرو۔''

اِن آیاتِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ''طیبات'' کے استعمال ہی سے اعمالِ صالحہ، عبادت و ریاضت، ذکر و شکر کی توفیق ملتی ہے۔ نیز ''طیبات'' سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ رزق حلال ہو بلکہ اُس کے حصول کے ذرائع بھی جائز ہوں۔ مثلاً: پانی حلال ہے جب کہ شراب حرام ہے۔ اِسی طرح جائز آمدنی یعنی امانت داری سے کمایا ہوا روپیہ حلال ہے جب کہ خیانت اور دھوکے سے کمایا ہوا مال حرام ہے۔

رشوت:

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَ لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرۃ: ۱۸۸/۲]

''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو اور نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا لیا کرو۔ حالاں کہ تم جانتے ہو۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

یہ آیہ مبارکہ ایسے شخص کے بارے میں ہے، جس کے پاس کسی کا حق ہو، لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو، اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے اور اِس طرح دوسرے کا حق غصب کرلے، یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔ عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کرسکتا، یہ ظالم عنداللہ مجرم ہوگا۔

[ابن کثیر بحوالہ احسن البیان]

آپ غور کیجیے کہ رشوت نے دوسری برائیوں کا راستہ کھولا، جھوٹ اور دروغ گوئی کا، ظلم اور زیادتی کا اور معاشرتی زندگی میں فساد اور بگاڑ کا جو سب سے بڑا نقصان ہے۔ پھر ''رشوت'' ایسی برائی ہے کہ اگر عدلیہ

میں پھیل جائے تو لوگوں کو انصاف ملنا مشکل ہوجاتا ہے، زور اور زر کے ذریعے فیصلے ہوتے ہیں، غریبوں کے لیے عدل کا حصول مشکل ہی نہیں ناممکن ہوجاتا ہے جیسا کہ ہمارے اس ملک میں ہوا ہے۔

﴿ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ میں اشارہ اس طرف ہے کہ اس کھلم کھلا برائی کو تم جانتے بوجھتے کر رہے ہو۔ محض تم دنیا کما رہے ہو اور خواہشاتِ نفس نے تمھیں آخرت کی جواب دہی سے غافل بنا رکھا ہے۔

اسلام تو امن اور سلامتی کا دین ہے اور معاشرتی زندگی کو صحت اور صفائی سے آراستہ کرتا ہے اور ہر بدی اور برائی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔ تمام برائیاں اور بے حیائیاں یا تو نفس امارہ کی پیداوار ہوتی ہیں یا پھر شیطان انھیں خوش نما بنا کر پیش کرتا ہے جن کے پیچھے چل کر تباہی و بربادی کے سوا انسان کے کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ قرآنِ حکیم کی پاکیزہ تعلیمات کئی مقامات پر اُسے متنبہ کرتی ہیں۔ ایک جگہ اس طرح آیا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ٘ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة: ۲/۱۶۸، ۱۶۹]

''لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال اور طیب ہیں وہ کھاؤ اور پیو اور (دیکھو!) شیطان کے قدموں پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تمھیں برائی اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تم کو کچھ بھی علم نہیں (اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مبین میں ہر بات کو روشن کر دیا ہے۔) اس لیے شیطانی وساوس کے پیچھے نہ چلو۔''

شراب اور جوا:

سورۃ المائدۃ میں اہل ایمان کو شیطانی دھندوں سے اس طرح باخبر کیا گیا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ ﴾

''اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور پانسے (یہ سب برے کام) شیطانی اعمال ہیں، ان سے بچتے رہو تا کہ کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے، سو اب بھی باز آ جاؤ (کہ زندگی بڑی ہی مختصر ہے۔)'' [المائدة: ۵/۹۰، ۹۱]

سود:

سودی کاروبار معاشرتی زندگی کا سرطان ہے جس سے سختی سے روک دیا گیا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

''اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمھیں نجات ملے۔'' [آلِ عمران: ۳/۱۳۰]

یتامی کا مال:

اِسلام ایسا پاکیزہ دین ہے جو کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کی سرپرستی کا حکم دیتا ہے۔ یتامی کا مال کھانے پر کس قدر وعید آئی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ﴾

[النساء: ۴/۱۰]

''جو لوگ یتامی کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ دوزخ میں ڈالیں جائیں گے۔''

غور کیجیے کہ اسلام انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کس طرح پاسبانی کرتا ہے۔

رزق حرام سے دعا بھی قبول نہیں ہوتی:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی چیزوں کو قبول فرماتا ہے۔ اُس نے مومنوں کو اس بات کا حکم دیا ہے، جس کا حکم اُس نے رسولوں کو دیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۃ المومنون، آیت:۵۱، اور سورۃ البقرۃ کی آیت:۱۷۲) تلاوت فرمائیں اور ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے اور جس کے بال (اس سفر کے سبب) پراگندہ اور غبار آلود ہو رہے ہیں۔

(اس حال میں) وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرتا ہے اور اس طرح فریاد کرتا ہے: ''اے میرے ربّ! اے میرے ربّ! بھلا اُس کی دعا کیسے قبول ہو جب کہ اُس کا کھانا پینا اور اوڑھنا بچھونا حرام کا ہے اور وہ حرام کھا کر ہی پلا بڑھا ہے۔''

لمحہ فکریہ! پاکستان میں بحیثیت مسلمان ہم کس طرح زندگی گزار رہے ہیں؟ نہ صدق مقال ہے اور نہ ہی اکل حلال ہمارے ہاں بننے والی کسی بھی حکومت نے سودی کاروبار کو ختم نہیں کیا اور جس کے نتیجہ میں پوری قوم مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار



تعزیتی اجلاس

گزشتہ دنوں مولانا جمیل احمد فاروقی وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

موصوف مولانا تنویر احمد شورش، مولانا عبدالقدیر فاروقی کے بھائی تھے۔ ان کی وفات پر حاجی محمد اصغر مہتمم جامعہ الفاروق الاسلامیہ رحیم یار خان کی صدارت میں تعزیتی اجلاس ہوا اور دعائے مغفرت کی گئی۔ [شعبہ تبلیغ جامعہ ہذا]

قرآنِ مجید اور بخاری و مسلم سے ماخوذ احکام

ابن بشیر الحسینوی

استنجا کرنے کے آداب:

❀......دائیں ہاتھ سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔
[بخاری: ۱۵۳، مسلم: ۲۶۷]

❀......استنجا کرنے کے لیے پانی ساتھ لے جانا چاہیے۔
[بخاری: ۱۵۱]

❀......پانی سے استنجا کرنا صحیح ہے۔[بخاری: ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲۔ مسلم: ۲۷۰، ۲۷۱، ۶۲۱]

❀......مٹی کے ڈھیلے سے بھی استنجا کرنا صحیح ہے۔☆
[بخاری: ۱۵۵]

❀......تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کرنا منع ہے۔[مسلم: ۲۶۲]

❀......کسی کو تین ڈھیلے لانے کا حکم دینا صحیح ہے۔ [بخاری: ۱۵۶]

❀......ڈھیلے طاق استعمال کرنے چاہئیں۔
[بخاری: ۱۶۱۔ مسلم: ۲۳۷، ۲۳۹]

❀......ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا منع ہے۔ [مسلم: ۲۶۲]

❀......گوبر سے استنجا کرنا اسی لیے منع ہے کہ وہ ناپاک ہے۔
[بخاری: ۱۵۶]

❀......اونٹ اور بکری کی مینگنی سے بھی استنجا نہیں کرنا چاہیے۔
[مسلم: ۲۶۳]

برتنوں کے احکام:

❀......کتا اگر کسی کے برتن سے پانی پی جائے تو برتن کو سات بار دھونا چاہیے، پہلی مرتبہ مٹی سے مانجھنا چاہیے۔
[بخاری: ۱۷۲۔ مسلم: ۲۷۹/ ۶۵۱]

یا سات مرتبہ پانی سے دھویا جائے اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے۔ [مسلم: ۲۸۰]

❀......برتن میں موجود پانی وغیرہ بہا دینا چاہیے۔ [مسلم: ۲۷۹]

❀......پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے۔
[مسلم: ۲۶۷]

❀......مجوسیوں کے رنگے ہوئے چمڑے کے برتن میں کھانا پینا جائز ہے۔ [مسلم: ۳۶۶/ ۸۱۴، ۸۱۵]

❀......رات کو سوتے وقت اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھانک دینا چاہیے اگر ڈھانکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو کوئی لکڑی اس کے اوپر رکھ دینی چاہیے۔ [بخاری: ۳۳۱۶۔ مسلم: ۲۰۱۲]

❀......رات کو سوتے وقت اللہ کا نام لے کر مشکیزوں کے منہ باندھ دینے چاہئیں۔☆☆ [بخاری: ۳۳۱۶۔ مسلم: ۲۰۱۲]

❀...... برتنوں کو ڈھانپنے کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے کہ ''پھر شیطان برتن کو نہیں کھول سکتا۔'' [مسلم: ۲۰۱۲] یہ بھی ہے کہ ''سال

☆......امام ترمذی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور بعد کے اکثر علماء کا یہی خیال ہے کہ صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا جائز ہے اگر چہ ان کے بعد پانی استعمال نہ کریں۔ بشرطیکہ پیشاب اور پاخانے کا اثر زائل ہو جائے اور یہی قول سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ (رحمۃ اللہ علیہم) کا ہے۔ [ترمذی: ۱/۱۰، تحت ح: ۱۵]

☆☆......وضو کے پانی والے برتن کو ڈھانپنا چاہیے اور اُس کے منہ کو باندھنا چاہیے۔ [مسند احمد: ۲/ ۳۶۷ و سندہ صحیح]

میں ایک ایسی رات ہے جس میں وباء (بیماری) نازل ہوتی ہے۔ جس برتن کا منہ ڈھانپا ہوا نہ ہو یا جس مشکیزے کا منہ باندھا ہوا نہ ہو تو اس میں وہ بیماری گر جاتی ہے۔ [مسلم: ۲۰۱۴] ☆

❀...... برتن میں اگر کوئی چیز ہو تو اس کو ڈھانک کر لانا چاہیے۔ اگر ڈھانکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو اس پر لکڑی ہی رکھ لی جائے۔

[بخاری: ۵۶۰۶۔ مسلم: ۲۰۱۰]

❀...... میاں بیوی کا جنبی ہونے کی حالت میں اکٹھے ایک برتن سے پانی لے کر غسل کرنا صحیح ہے۔ [مسلم: ۳۲۱]

❀...... مشرکوں کے برتن میں موجود پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے۔ [بخاری: ۳۴۴۔ مسلم: ۶۸۲] ☆☆

❀...... اگر آدمی سو کر اٹھے تو ہاتھوں کو پانی (کے برتن) میں داخل کرنے سے پہلے الگ پانی لے کر دھو لینا چاہیے کیوں کہ اسے پتا نہیں کہ ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔ [بخاری: ۱۶۲۰۔ مسلم: ۲۷۸]

❀...... سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔

[بخاری: ۵۴۲۶، ۵۶۳۴۔ مسلم: ۲۰۶۵، ۲۰۶۷]

❀...... اگر ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی کی تار سے جوڑا گیا ہے تو اس میں کھانا پینا جائز ہے۔ [بخاری: ۳۱۰۹]

ماکول اللحم مردہ جانور کے چمڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

❀...... جب چمڑا رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

[مسلم: ۳۶۶]

❀...... مردار بکری کی کھال کو رنگ لیا جائے تو اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ [مسلم: ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵] خواہ وہ مینڈھے کا چمڑہ ہو۔ [مسلم: ۳۶۶/ ۸۱۴]

یا گھریلو جانور کا چمڑا ہو، رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

[مسلم: ۳۶۶]

ماکول اللحم جانوروں کا گوبر پاک ہے۔

❀...... اگر اونٹ کی اوجھڑی کسی پر نماز کی حالت میں پھینک دی جائے تو اس سے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ [بخاری: ۲۴۰]

فائدہ: اگر چوہیا مکھن میں گر جائے تو اس کو اور اس کے اردگرد والے مکھن کو باہر پھینک دینا چاہیے اور باقی ماندہ کو استعمال کرنا جائز ہے۔ [بخاری: ۲۳۵]

وضو کے احکام:

⊙...... وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

[بخاری: ۱۳۵۔ مسلم: ۲۲۴، ۲۲۵]

⊙...... ہر نماز کے لیے علیحدہ علیحدہ وضو کرنا مستحب ہے۔ [بخاری: ۲۱۴] اور ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

[بخاری: ۲۱۴۔ مسلم: ۲۷۷]

⊙...... ٹب و تسلے یا پیالے میں موجود پانی سے وضو کرنا درست ہے۔ [بخاری: ۱۹۵۔ ۱۹۷]

⊙...... وضو مکمل (یعنی اچھی طرح) کرنا چاہیے۔ [بخاری: ۱۳۹] ناپسندیدگی کی حالت میں بھی [مسلم: ۲۵۱] اگر وضو کے اعضاء میں سے ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو علم ہونے پر اُسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ [مسلم: ۲۴۳]

⊙...... وضو ایک مد پانی کی مقدار سے کرنا مستحب ہے۔

[بخاری: ۲۰۱]

⊙...... وضو کرنے کے لیے اگر پانی موجود نہ ہو تو اُسے تلاش کرنا چاہیے۔ [بخاری: ۱۶۹]

⊙...... کوئی دوسرا آدمی کسی کو وضو کروا سکتا ہے۔ [مسلم: ۲۷۴]

⊙...... دورانِ وضو بات کرنا ثابت ہے۔

[بخاری: ۲۰۶۔ مسلم: ۴۰۸]

☆...... برتنوں کو ڈھانپنے کا حکم صرف رات کے ساتھ خاص ہے دیکھئے صحیح ابن خزیمہ [قبل ح: ۱۲۹، صراحت کے لیے دیکھیں، ح: ۱۳۰] سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "مشکیزوں کو ڈھانپنے اور دروازوں کو بند کرنے کا حکم صرف رات کے متعلق ہے۔" [مسلم، تحت ح: ۲۰۱۰]

☆☆...... استنجاء کے لیے علیحدہ اور وضو کے لیے علیحدہ برتن استعمال کرنا چاہیے۔ [ابوداؤد: ۴۵، وسندہ حسن]

⦿......لوگوں کے وضو کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا درست ہے۔ [بخاری: ۱۸۷۔ ۱۸۹]

⦿......وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا صحیح ہے۔ [بخاری: ۵٦۱۵، ۵٦۱٦، ۱۹۰]

⦿......وضو کے بعد دو رکعت نماز (تحیة الوضوء) پڑھنا مستحب ہے۔ [بخاری: ۱۵۹، ۱۱٤۹۔ مسلم: ۲۲٦]

⦿......کھانا کھانے کے لیے وضو کرنا درست نہیں۔ [مسلم:۳۷۴]

⦿......قرآنِ مجید کی تلاوت بغیر وضو بھی جائز ہے۔ [بخاری: ۱۸۳۔ مسلم: ۱۲۷٤]

⦿......وضو کے اعضاء کو ایک ایک مرتبہ [بخاری:۱۵۷] یا دو دو مرتبہ [بخاری:۱۵۸۔ مسلم:۱۸] یا تین تین مرتبہ دھونا صحیح ہے۔ [بخاری:۱۵۹]

⦿......وضو کے بعض اعضاء کو (سر اور کانوں کے علاوہ) دو مرتبہ اور بعض کو تین مرتبہ دھونا بھی جائز ہے۔ [بخاری: ۱۸۵]

⦿......آدمی اپنی بیوی کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتا ہے۔ [بخاری:۱۹۳]

⦿......وضو سے بچے ہوئے پانی کو اس آدمی پر ڈالنا صحیح ہے جس پر بے ہوشی طاری ہے۔ [بخاری:۱۹٤]

مندرجہ ذیل کاموں سے پہلے وضو کرنا چاہیے:

⦿......نماز پڑھنے سے پہلے۔ [بخاری:۱۳۵۔ مسلم:۲۲۴،۲۲۵]

⦿......سونے سے پہلے۔ [بخاری:۲۴۷،۶۳۱۱۔ مسلم:۲۷۱۰]

⦿......غسل جنابت سے پہلے۔ [بخاری: ۲٤۸، ۲۷۲۔ مسلم: ۳۱٦، ۳۲۷]

⦿......حالت جنابت میں سونے سے پہلے۔ [بخاری: ۲۸۲، ۲۸۷، ۲۸۸۔ مسلم: ۳۰۵، ۳۰٦]

⦿......جنبی آدمی کھانا کھانے سے پہلے۔ [مسلم:۳۰۵/۷۰۰]

⦿......ایک ہی وقت میں اپنی بیوی سے دوبارہ ہم بستری کرنے سے پہلے۔ [مسلم:۳۰۸]

تنبیہ: ستو کھانے سے کلی کرنی چاہیے نہ کہ وضو۔ [بخاری:۲۰۹]

مسواک کے احکام:

⦿......مسواک کرنا فطرت سے ہے۔ [مسلم:۲٦۱]

⦿......امت مسلمہ پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیا جاتا۔ [مسلم:۲۵۲]

⦿......اگر مسواک کرتے وقت گلے میں مسواک پھیرنے کی وجہ سے اُع اُع کی آواز آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ [بخاری: ۲٤٤]

⦿......رات کو نماز تہجد کے لیے بیدار ہوتے وقت اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرنا چاہیے۔ [بخاری:۲۴۵،۱۱۳۶۔ مسلم:۲۵۵،۲۵۶]

⦿......گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ [مسلم: ۲۵۳]

⦿......اگر آدمی کے پاس مسواک ہو، اور وہ کسی کو دینا چاہتا ہے اُس کے پاس بڑا آدمی ہے اور چھوٹا بھی تو اُسے وہ مسواک بڑے کو دینی چاہیے۔ [بخاری: ۲٤٦]

⦿......مسواک کرتے ہوئے زبان پر بھی مسواک کرنی چاہیے۔ [مسلم: ۲۵٤]

حج وعمرہ اخراجات میں ہوشربا اضافہ

عالمی سطح پر ہونے والی مہنگائی اور پٹرول میں آئے روز گرانی کے سبب مسلمانوں کی عبادت کے ایک اہم رکن حج اور عمرے کے اخراجات میں بھی بے پناہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف کی زیارت اور وہاں کے روحانی نظارے سے لطف اندوز ہونا اور مقدس مقامات پر قدم رنجہ کرنا ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے ہی ان مقاماتِ مطہرہ پر مومن انسان پہنچ پاتا ہے۔ مگر مہنگائی کر کے جس طرح عمرہ وحج اخراجات میں بلند ترین سطح کا اضافہ کیا گیا ہے اس سے عمرہ وحج کی خواہش کرنے والوں کو شدید رنج وتکلیف ضرور پہنچی ہوگی۔

حکومت کے کارپردازان کو یہ اضافہ کر کے اگر کوئی خوشی ہوئی ہو تو ہوتی رہے مگر غریب مومن افراد وخواتین کے دل ضرور دکھے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس اضافے کو اگر روک نہیں سکتی تو کم از کم بحری جہاز کا سفر ہی دوبارہ شروع کر دے تاکہ کم اخراجات میں حج وعمرہ کرنے والے مومنوں کے لیے کچھ نہ کچھ بندوبست تو ہو سکے۔ [محمد سلیم چنیوٹی، منیجر الاعتصام لاہور]

اسلامی بینکاری کی حقیقت!

حافظ ذوالفقارعلی شیخ الحدیث ابوہریرہؓ شریعہ کالج لاہور

مشارکہ متناقصہ میں بینک اپنے حصے کے یونٹ کس قیمت پر بیچے گا:

یہاں چار صورتیں ہی ممکن ہیں:

① ...... بینک نے جتنی رقم لگائی ہے اس سے زیادہ کے بدلے بیچے۔ ② ...... اتنے ہی کا بیچے۔

③ ...... اس سے کم پر بیچے۔

④ ...... بازاری قیمت کے مطابق فروخت کرے۔

تیسری صورت ممکن نہیں کیوں کہ اس میں بینک راضی نہیں ہوگا۔ باقی تین صورتیں شرعاً جائز نہیں۔ پہلی صورت اس لیے کہ اس میں گویا بینک نے ضمانت لی ہے کہ اس کا رأس المال مع نفع اسے لوٹایا جائے گا۔ یہ شراکت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ شرکت کی تو بنیاد ہی اس پر ہے کہ نفع اور نقصان میں دونوں شریک ہوں گے گویا یہ حصولِ سود کا ایک حیلہ ہے۔

دوسری صورت (یعنی اتنے ہی کا بیچے) کو خود اسلامی بینکنگ کے ماہرین ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چناں چہ المعاییر الشرعیہ میں ہے:

"ولا یجوز اشتراط البیع بالقیمة الاسمیة ۔"

''نامینل قیمت پر بیع کی شرط لگانا جائز نہیں۔'' [ص ۲۰۷]

دوسری جگہ ہے:

"ولا یجوز الوعد بالشراء بالقیمة الاسمیة ۔"

''قیمت اسمیہ پر خریدنے کا وعدہ کرنا جائز ہے۔'' [ص ۱۹۹]

آخری صورت اس لیے جائز نہیں کہ اس میں غرر پایا جاتا ہے کیوں کہ کلائنٹ کی طرف سے خریدنے کا وعدہ لازمی ہوتا ہے جس سے وہ منحرف نہیں ہوسکتا۔ اس کے متعلق ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ بیع میں لازمی وعدہ بیع ہی کی ایک شکل ہے۔ جب بیع اس شرط پر ہو کہ مستقبل میں جو بازاری قیمت ہوگی اس پر میں خریدلوں گا تو اس میں غرر واضح ہے۔

بینک اپنا حصہ کس قیمت پر فروخت کرتا ہے؟

اس تحقیق کی غرض سے جب ہم نے اسلامی بینکاری کے ریسرچ سکالر جناب محمد ایوب جو اسٹیٹ بینک میں شعبہ اسلامی بینکاری کے اسسٹنٹ رہے ہیں اور انہوں نے اس موضوع پر انگریزی میں ایک کتاب بھی لکھی ہے جو لندن سے شائع ہوچکی ہے، سے پوچھا تو ان کے بقول بینک اپنے یونٹس نامینل قیمت پر فروخت کرتا ہے۔ کیوں کہ بینک کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے لگائے ہوئے سرمائے کو مختلف یونٹس میں تقسیم کر لیتا ہے۔ مثلاً اگر بینک نے دس لاکھ روپیہ لگایا ہے تو وہ اس کو پچاس پچاس ہزار کے بیس یونٹس میں تقسیم کرے گا، جو کلائنٹ نے وقفے سے اتنی ہی قیمت میں خریدنے ہوتے ہیں۔ ہمارے اس سوال پر کہ یہ تو شریعہ سٹینڈرز کے مطابق جائز نہیں، انہوں نے کہا کہ شریعہ سٹینڈرز مشارکہ متناقصہ کو شرکة العنان جو کہ شرکہ عقد کی قسم ہے کے تناظر میں دیکھتا ہے جب کہ اسلامی بینک اس کو شرکہِ ملک میں شمار کرتے ہیں۔ شرکہِ عقد میں تو قیمت اِسمیہ پر فروخت کرنے کا معاہدہ نہیں ہوسکتا البتہ شرکہ ملک میں جائز ہے۔ لیکن یہ رائے دو وجہ سے درست نہیں۔

① ...... بقول ڈاکٹر رفیق یونس مشارکہ متناقصہ میں بینک کی غرض شراکت داری نہیں ہوتی، نہ اس کے پیش نظر بیع اور اجارہ ہی ہوتا ہے بلکہ اصل مقصد تمویل ہے۔ اس میں بیع اور اجارہ کو گھسیٹنے کا مقصد تو صرف تمویل کے ذریعے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ جیسا کہ ہم پیچھے ان کے حوالے سے بیان کرآئے ہیں۔

② ...... شرکہ ملک میں کوئی فریق دوسرے کو اس پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ ضرور اس کا حصہ خریدے جب کہ یہاں شروع ہی میں یہ معاہدہ ہو

جاتا ہے کہ کلائنٹ بینک کا حصہ خریدنے کا پابند ہوگا۔ڈاکٹر رفیق یونس مصری بینکوں میں رائج مشارکہ متناقصہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ولا شك ان المشروعية تكون حيث يكون الوعد غير ملزم والتناقص بالقيمة السوقية،والتنازل عن الملكية تدريجيا مع كل قسط......وقل من يفعل ذلك كله من المصارف الاسلامية ،سبب ذلك ان هذه العملية ظاهرها المشاركة وحقيقتها التمويل المصرفى ـ" [المصارف الاسلاميه:ص٤٢]

''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ تب جائز ہوسکتا ہے جب وعدہ لازمی نہ ہواور بازاری قیمت پر فروخت ہواور بینک اپنی ملکیت سے ہر قسط سے تدریجاً دست کش ہو۔شاذونادر ہی کوئی اسلامی بینک ایسا ہوگا جو یہ تمام شرطیں پوری کرتا ہو۔اس کا سبب یہ ہے بظاہر یہ کارروائی مشارکہ اورحقیقت میں بینکنگ فنانسنگ ہے۔''

تورّق:

مروجہ اسلامی بینکوں میں تمویل کا چوتھا ذریعہ تورق ہے۔اس کا مطلب ایسی بیع ہے جس کا مقصد چیز کوذاتی استعمال میں لانا یا نفع کمانا نہیں بلکہ محض نقدی حاصل کرنا ہوتا ہے۔مثلاً ایک شخص کو نقدی کی ضرورت ہےتو وہ کوئی چیز ادھار زیادہ قیمت پرخرید کرنقدکم پرفروخت کر دے۔اس میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ چیز کسی تیسرے شخص کوفروخت کرے نہ کہ اسی کوجس سے خریدی ہے۔چنانچہ الموسوعة الفقهية الكويتيه میں بیع تورّق کا اصطلاحی معنی یوں لکھا ہے:

" والتورق فى الاصطلاح ان يشترى سلعة نسيئة ثم يبيعها نقدا بغير البائع بأقل مما اشتراها به ليحصل بذلك على النقد ـ"

''اصطلاح میں تورّق کا معنی یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز ادھار خریدے پھر بیچنے والے کےعلاوہ کسی دوسرے کے پاس قیمت خرید سے کم قیمت پرفروخت کردے تاکہ اس طریقہ سے نقد رقم حاصل کر سکے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ولو كان مقصودالمشترى الدرهم وابتاع السلعة إلٰى أجل ليبيعها ويأخذ ثمنها فهذا يسمى التورق ـ" [مجموعه فتاوىٰ:٢٩ ص ٣٠]

''اگرخریدار کا مقصد درہم ہواور وہ ادھار سودا خریدے تا کہ اسے بیچ کر پیسے حاصل کر سکےتو اسے تورق کہتے ہیں۔''

دوسری جگہ بیع عینہ اور تورّق میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" واماالذى لم يعد الى البائع بحال بل باعها المشترى من مكان آخر لجاره فهذا يسمى التورق ـ" [مجموعه فتاوىٰ:٢٩ ص٤٣]

''جب چیز کسی بھی حالت میں بائع کی طرف نہ لوٹے بلکہ مشتری اس کو دوسری جگہ فروخت کر دے تو اسکو تورق کہا جاتا ہے۔''

تورّق اوربیع عینہ میں فرق:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فهذا المضطر إن أعاد السلعة إلى بائعها فهى العينة وإن باعها لغيره فهو التورق ـ"

[اعلام الموقعين، ج:٣، ص:٩٤٩]

''مجبور شخص اگر چیز کو بیچنے والے کے پاس فروخت کرےتو اس کو عینہ کہتے ہیں اگر وہی چیز کسی دوسرے کے پاس فروخت کرےتو اس کوتورق کہتے ہیں۔''

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" فَأَحْمَد رَحِمَهُ اللَّه تَعَالَى أَشَارَ إِلَى أَنَّ الْعِينَة إِنَّمَا تَقَع مِنْ رَجُل مُضْطَرّ إِلَى نَقْدلِأَنَّ الْمُوسِر يَضَنّ عَلَيْهِ بِالْقَرْضِ فَيَضْطَرّ إِلَى أَنْ يَشْتَرِي مِنْهُ سِلْعَة ثُمَّ يَبِيعهَافَإِنْ اِشْتَرَاهَا مِنْهُ بَائِعهَا كَانَتْ عِينَة وَإِنْ

بَاعَهَا مِنْ غَيْرِه فَهِيَ التَّوَرُّق ۔"

[تهذیب السنن: ج ۵ ص ۱۰۸]

''امام احمد رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ بیع عینہ وہ شخص کرتا ہے جونقدی کا محتاج ہوتا ہے۔ کیوں کہ خوشحال شخص اُسے قرض دینے میں بخل سے کام لیتا ہے تو وہ اس پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس سے کوئی چیز خرید کر اُسے بیچ دے۔ اگر اس چیز کو وہ بیچنے والا ہی خریدے تو یہ بیع عینہ ہوتی ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کے پاس بیچے تو اس کو تورق کہتے ہیں۔''

قطر کے معروف عالم ڈاکٹر علی احمد سالوس لکھتے ہیں:

" والتورق بهذا المعنى هو العينة عند الأئمة الأربعة ومن جاء بعدهم ببضعة قرون ولعل شيخ الاسلام ابن تيمية هو أول من ذكر هذا التورق ثم جاء أقوال الحنابلة من بعده ۔"

[موسوعة القضايا الفقهية المعاصره: ص۸۹۸]

''ائمہ اربعہ اوران کے بعد کئی صدیوں تک جو آئے ان کے نزدیک ان معانی میں تورق بیع عینہ ہی ہے۔ شاید شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اس تورق کا ذکر کیا پھر ان کے بعد فقہائے حنابلہ کے اقوال میں اس کا تذکرہ آیا ہے۔''

الموسوعة الفقهيه کے مطابق اس اصطلاح کا ذکر صرف فقہاء حنابلہ کے ہاں ملتا ہے دوسرے فقہاء اسے بیع عینہ کے تحت زیر بحث لاتے ہیں۔

" يذكر الفقهاء التورق فى بحث بيع العينة والبيوع المنهى عنها والربا ۔"

''فقہاء بیع تورّق کو بیع عینہ ممنوعہ بیوع اور سود کی بحث میں ذکر کرتے ہیں۔''

تورّق کا شرعی حکم:

اس کے شرعی حکم میں تین آراء ہیں:

① ...... سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کی رائے میں یہ جائز ہے۔ [فتاویٰ اسلامیہ، ج:۲، ص:۴۴۳] بعض دوسرے علماء کی بھی یہی رائے ہے۔

② ...... شیخ عثیمین رحمہ اللہ کی رائے میں اگر انسان کو رقم کی ضرورت ہو اور یہ جائز طریقے سے ممکن نہ ہو اور عقد میں سود کی مشابہت نہ پائی جائے اور آدمی چیز کو قبضے کے بعد ہی فروخت کرے تو اس کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ [رسائل فقهية: ص۱۰۷]

③ ...... یہ کسی بھی صورت جائز نہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں:

" التورق أخية الربا أى أصل الربا وهذا القول أقوى ۔" [مجموعه فتاوىٰ: ۲۹ ص ۴۳۱]

''تورق ربا کی جڑ ہے یعنی ربا میں ملوث کرنے کا باعث ہے یہ قول زیادہ قوی ہے۔''

عظیم محدث امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وكان شيخنا يمنع من مسالة التورق وروجع فيها مرارا وأنا حاضر فلم يرخص فيها وقال المعنى الذى لأجله حرم الربا موجود فيها بعينه من زيادة الكلفة بشراء السلعة وبيعها والخسارة فيها فالشريعة لاتحرم الضرر الأدنىٰ وتبيح ما هو أعلى منه ۔" [اعلام الموقعين: ج۳ ص ۹۵۰]

''ہمارے استاد (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) تورق سے منع کرتے تھے۔ ان سے میری موجودگی میں متعدد مرتبہ پوچھا گیا تو انہوں نے اس کی اجازت نہ دی۔ وہ فرماتے تھے جس وجہ سے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے وہ اس (تورق) میں بعینہ موجود ہے۔ اس کے ساتھ چیز خریدنے اور خسارے کے ساتھ بیچنے کی تکلیف الگ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ شریعت کم تر ضرر کو تو حرام

قرار دے مگر بڑے ضرر کو جائز قرار دے۔''

الموسوعة الفقهيه الكويتيه میں لکھا ہے کہ جمہور علماء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔لیکن ڈاکٹر علی احمد سالوس حفظہ اللہ موسوعہ کے اس دعویٰ سے متفق نہیں ہیں۔ چناں چہ انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ جمہور فقہاء بھی اس کو غلط ہی قرار دیتے ہیں۔ان کے خیال میں یہ بیع عینہ ہی میں شامل ہے۔تفصیل کے لیے دیکھئے ان کی کتاب ''موسوعة القضايا الفقهية المعاصره''

راجح رائے:

اگر قائلین اور مانعین کے دلائل کا موازنہ کیا جائے تو ان حضرات کی رائے زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے جو اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں۔ نتیجے کے اعتبار سے تورق اور سود میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیوں کہ جب تورّق میں اصل غرض نقدی حاصل کرنا ہے نہ کہ کسی بھی لحاظ سے چیز سے فائدہ اٹھانا تو ادھار کی صورت میں زیادہ قیمت لینے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ اسی لیے تو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس وجہ سے سود حرام ہے وہ اس میں بعینہ موجود ہے۔ بلکہ خرید وفروخت کی تکلیف اضافی ہے۔

بینکوں میں تورّق کا استعمال:

ہماری معلومات کے مطابق پاکستان میں ابھی تک اسلامی بینکوں نے اس پر عمل شروع نہیں کیا۔البتہ ملائشیا اور بعض عرب ممالک میں کچھ سالوں سے اس کا استعمال جاری ہے۔زیادہ تر یہ معاملہ عالمی مارکیٹ میں میٹل جیسے زنک ، برونز، نکل اور تانبے وغیرہ کے سودوں میں کیا جاتا ہے۔اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک ایسا گاہک جس کو نقدی کی ضرورت ہوتی ہے اسلامی بینک سے یہ کہتا ہے کہ وہ اس نوع کا میٹل جو عام طور پر دوسرے ملک میں ہوتا ہے، ادھار قسطوں پر خریدنے کے لیے تیار ہے۔ یہ سودا میٹل کے یونٹ کے حساب سے ہوتا ہے۔جس کا وزن اور قیمت طے ہوتی ہے اور یہ بھی پہلے ہی طے ہوتا ہے کہ سودا مکمل ہونے کے بعد بینک گاہک کے وکیل کی حیثیت سے اس کو آگے فروخت کر کے رقم اس کے کھاتے میں جمع کر دے گا جو وہ نکلوا کر اپنی ضرورت پوری کر سکے گا۔ظاہر ہے کہ بینک نے ادھار کی صورت میں زیادہ قیمت لگانی ہے اور آگے کم قیمت پر فروخت کرنا ہے۔دونوں سودوں کے درمیان جو فرق ہوگا وہ بینک کا نفع ہوگا۔مثلاً بینک نے ایک لاکھ ڈالر کا ایک سودا ادھار قسطوں پر خریدا ہے تو وہ اس کے وکیل کی حیثیت سے آگے اس کو پچانوے ہزار ڈالر میں فروخت کر کے رقم اس کے کھاتے میں جمع کروا دے گا۔جس سے وہ اپنی مالی ضرورت پوری کر لے گا۔ بینک ایک لاکھ ڈالر قسطوں میں وصول کرے گا۔اس طرح بینک کو پانچ ہزار ڈالر کا فائدہ ہو جائے گا۔تورق کی یہ قسم کئی لحاظ سے سطور بالا میں بیان ہونے والی قسم سے مختلف ہے۔

① ......اس میں فروخت کنندہ یعنی بینک خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ جب کہ پہلی قسم میں فروخت کنندہ کا درمیان میں کوئی کردار نہیں ہوتا۔

② ......تورق کی اس نوع میں نقدی کا ضرورت مند خود بینک سے جس کا اب وہ مدیون (مقروض) ہو چکا ہے رقم وصول کرتا ہے، جب کہ تورّق کی اول الذکر قسم میں وہ آخری خریدار سے خود وصول کرتا ہے۔ اس میں پہلے فروخت کنندہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

③ ......اسلامی بینکوں میں رائج تورق ادھار اور نقد دو بیعوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جو حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔ فقہی تورق میں یہ چیز نہیں ہوتی۔

④ ......فقہی تورق میں وہ چیز زیادہ یا قیمتِ خرید پر بکنے کا احتمال بھی ہوتا ہے لیکن بینکوں میں رائج تورق میں اس کا کم قیمت پر بیچنا طے ہوتا ہے۔

اسکی شرعی حیثیت:

① ...... جب راجح رائے کے مطابق تورق بذات خود منع ہے تو یہ صورت بدرجہ اتم ممنوع ہونی چاہیے کیوں کہ یہ کئی لحاظ سے اس سے مختلف ہے اور پھر سب کام بینک کے کرنے کی وجہ سے اس کی مشابہت

سوداور بیع عینہ سے ہو جاتی ہے۔

② ...... نبی ﷺ کا فرمان ہے ایک بیع میں دو شرطیں درست نہیں۔اس میں تو کئی شرطیں پائی جاتی ہیں مثلاً:

① یہ شرط کہ مشتری بینک کو وکیل بنائے گا۔

② مشتری وکالت منسوخ نہیں کرسکتا۔

③ بینک کی قیمت خرید سے زیادہ پیسے دے گا۔

④ آگے کم قیمت پر فروخت کرے گا۔

③ ...... جس چیز پر سودا ہوتا ہے وہ بینک کے پاس پہلے سے موجود نہیں ہوتی بلکہ بینک بعد میں خریدتا ہے۔اس طرح یہ مرابحہ للآمر بالشراء ہے جو بذات خود جائز نہیں۔

خلاصہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی بینکوں کے معاملات شرعی اصولوں سے ہم آہنگ نہ ہونے کی بنا پر واقعی مشکوک ہیں لہٰذا ان سے احتراز واجب ہے۔بعض لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اسلامی بینکوں نے شریعہ ایڈوائزر رکھے ہوئے ہیں جو تمام امور کی نگرانی کرتے ہیں۔اگر اسلامی بینکوں میں شرعی اصولوں کا پورا خیال نہیں رکھا جاتا تو وہ تائید کیوں کرتے ہیں۔ہم اس کے جواب میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے اسلامی بینکاری کے حامی اور متحدہ عرب امارات میں Emirates Islamic Bank کے شریعہ بورڈ کے ممبر جناب عبدالعظیم ابوزید کے ایک بیان کا حوالہ دینا کافی سمجھتے ہیں جو ۱۵ اپریل کو I.B.F Net پر شائع ہو چکا ہے۔اس کے مطابق انہوں نے دبئی میں اسلامک فنانس فورم میں تقریر کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ شریعہ سکالر کرپٹ ہو چکے ہیں اور بینک صرف اُن کے پاس جاتے ہیں جو ان کے حق میں ہوتے ہیں۔انہوں نے Arabian Business.Com کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اسلامک فنانس سیکٹر خطرے میں ہے۔انہوں نے کہا کہ بینک کا مقصد صرف زیادہ سے زیادہ نفع کمانا ہوتا ہے۔اس لحاظ سے کنونشنل اور (رائج) اسلامک فنانس میں کوئی فرق نہیں۔



دعائے مغفرت

محمد اسحاق وٹو سابقہ منیجر تنظیم اہل حدیث لاہور کے والد گرامی گزشتہ دنوں میو ہسپتال لاہور میں انتقال فرما گئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون موصوف کی نماز جنازہ ان کے بھائی مولانا محمد منشاء وٹو خطیب بمبانوالی سیالکوٹ نے پڑھائی۔مرحوم کو ان کے آبائی قبرستان جھوک دادو طور فیصل آباد میں سپردِ خاک کیا گیا۔قارئین سے مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

شریک غم: شہادت طور

منیجر تنظیم اہل حدیث لاہور:0300-4583187

اسلامی درس گاہوں میں
تعلیم قرآن کا جامع اور صحیح طریقہ رائج کریں

مولانا محمد بشیر (مدیر معہد اللغۃ العربیۃ، اسلام آباد)

پس چہ باید کرد؟

اسلامی مدارس کے ابتدائی سالوں میں جو طلباء اور طالبات عربی زبان اور اسلامی تعلیم کے مختلف علوم وفنون پڑھتے ہیں انھیں کتاب اللہ کی تعلیم وتدریس جدید تعلیمی نظریات اور تجربات کے مطابق اور عالمی سطح پر مسلّمہ اور معیاری طریقۂ تدریس کے مطابق کی جائے، جس کا خاکہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔ واللہ الموفق والمستعان

اوّلاً: اس مضمون کا موجودہ عنوان ''ترجمہ قرآنِ کریم'' بدل کر اسے تعلیم القرآن الکریم یا تدریس القرآن الکریم کا نام دیا جائے۔

ثانیاً: ان طلباء اور طالبات کے لیے تدریس القرآن الکریم کے ہر سبق میں درج ذیل تین اجزاء یا حصے ہوں:

① ...... شرح الکلمات

② ...... ترجمۃ الآیات وشرحہا

③ ...... المناقشۃ

۱ ...... شرح الکلمات:

معلم ہر سبق کے شروع میں اس کی مقررہ آیاتِ کریمہ کے الفاظ اور تراکیب کی لغوی تشریح کو تختہ سیاہ پر لکھے تاکہ بچے اسے اپنی کاپیوں میں درج کریں۔ اس جزء کے تیس (۳۰) نمبر ہوں گے۔

۲ ...... ترجمۃ الآیات وشرحہا:

بعد ازاں معلم ان آیاتِ کریمہ کا مقامی زبان میں ترجمہ کرے اور بچوں کے معیار کے مطابق ان کی تشریح کرے۔

اس ترجمے کے پچیس (۲۵) نمبر اور تشریح کے پندرہ (۱۵) نمبر ہوں گے۔ یوں اس جزء کے کل چالیس (۴۰) نمبر ہوں گے۔

۳ ...... المناقشۃ:

آخر میں معلم ان آیاتِ کریمہ کے جملوں اور مضمون پر زیر تعلیم بچوں کے معیار کے مطابق آسان عربی زبان میں سوالات تختہ سیاہ پر لکھے گا اور بچے ان سوالات کے عربی میں جواب دینے کی زبانی مشق کریں گے اور بعد میں ان سوالات اور ان کے جوابات کو اپنی کاپیوں میں لکھیں گے۔ اس جزء کے تیس (۳۰) نمبر ہوں گے۔

(۱) مجوزہ تبدیلیاں

ملکی درس گاہوں میں کتاب اللہ کی ایسی معیاری اور جامع تدریس کے لیے ہمیں اس کے موجودہ طریقہ تدریس میں درج ذیل دو بڑی تبدیلیاں کرنا ہوں گی۔

(۱) قرآنِ کریم کے الفاظ کی لغوی تشریح کو بہتر اور منظّم اسلوب میں پڑھایا جائے:

اس وقت ترجمہ قرآنِ کریم پڑھاتے ہوئے اکثر معلّمین قرآنی الفاظ کی جو تشریح کرتے ہیں وہ بہت کم اور سرسری ہوتی ہے، اور وہ بھی اکثر زبانی بتادی جاتی ہے اور بچوں کو املا نہیں کرائی جاتی، الا ماشاء اللہ۔ اس لیے اس سے زیر تعلیم بچوں کے ذہنوں میں لغوی معلومات کو راسخ کرنے میں چنداں مدد نہیں ملتی۔ یہ سلسلہ بہرحال کم سن بچوں کی تعلیم وتربیت میں بہت مفید ہے۔ اس لیے اسے زیادہ مؤثر اور منظّم صورت دینے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے دو باتوں کو واضح اور متعین کرلیا جائے۔

① ......ان مطلوبہ لغوی معلومات کا دائرہ متعین کرلیا جائے۔

② ......اور پھر انھیں جماعت کے طلباء کو پیش کرنے کا طریق کار واضح کردیا جائے۔

(ا)......مطلوبہ لغوی معلومات:

① ......شروع میں صرف مشہور اور کثیر الاستعمال عربی افعال کا ماضی، مضارع، مصدر اور معنی بتائے جائیں۔

② ......اگر آیت کریمہ میں اسم مفرد استعمال ہوا ہے تو اس کا معنی اور جمع بتائی جائے، اور جمع کی صورت میں اس کا معنی اور مفرد بتایا جائے، وغیرہ۔

جب کہ دو تین پارے پڑھنے کے بعد ان میں درج ذیل معلومات کا اضافہ کرلیا جائے:

① ......مشہور افعال کے صلات یعنی ان حروف جر کے متعلق بتایا جائے جو ان افعال کو متعدی بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، مثلاً قال کے بعد لِ کا استعمال۔ جیسے **واذ قال ربك للملائكة**، وغیرہ میں۔

② ......قرآنِ کریم میں مستعمل متضاد کلمات نیز مترادف کلمات بتائے جائیں۔

③ ......اس مرحلے پر نسبتاً مشکل افعال اور اسماء کی تشریح بھی کی جائے۔

④ ......لغت قرآن، صرف ونحو نیز علم بلاغت کی آسان اور عام فہم دیگر ایسی معلومات جنہیں معلم بچوں کے معیار کے مطابق مناسب تصور کرے، بھی لکھائی جائیں۔

(مزید راہنمائی اور نمونے کے لیے دیکھئے دلیل **قصص النبیین** جزءاول، دوم اور سوم)

(۲)......طریق کار:

یہ لغوی معلومات بچوں کو اس طریقے پر پڑھائی جائیں:

① ......معلم سبق پڑھانے سے قبل مقررہ آیات کے منتخب الفاظ کی تشریح تیار کرکے لائے۔

② ......اور وہ اسے درس کے شروع میں بچوں کے سامنے تختہ سیاہ پر لکھے۔

③ ......اور بچے اسے آواز سے پڑھتے ہوئے یاد کریں اور اپنی کاپیوں میں لکھیں۔

④ ......اور معلم اس امر کا اہتمام کرے کہ تمام بچے ان معلومات کو اپنی اپنی کاپیوں میں لکھیں۔

(۲) عربی زبان کے استعمالات اور سوال وجواب کی مؤثر تربیت دی جائے:

قرآنِ کریم کی عربی زبان نہایت آسان اور سلیس ہے۔ اس کے الفاظ سہل اور عام فہم ہیں اور زیادہ تر چھوٹی چھوٹی ترکیبات اور مختصر جملے اور میٹھے میٹھے بول ہیں۔ پھر اہل زبان کے انتہائی معروف ومشہور محاورے اور استعمالات، اور اسلوبِ بیان اس قدر عام فہم کہ اوسط درجے کا قاری اسے بخوبی سمجھ لے۔ اس کی اس خوبی کو خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

﴿ وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ o عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ o بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴾ [الشعرآء: ۱۹۲- ۱۹۵]

نیز فرمایا:

﴿ وَ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ [النحل: ۱۰۳]

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہم عجمی مسلمان ہیں اور ہماری مادری اور قومی زبان عربی نہیں ہے۔ اس لیے ہمارے بچے قرآنِ کریم کی عبارت کو براہِ راست عربی میں نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن ہم اپنی اس کمزوری کے ازالے کی خاطر اپنے زیر تعلیم بچوں کو قرآنِ کریم کے ابتدائی فہم کے لیے ① ......اس کے الفاظ، ترکیبوں، اور مشہور محاوروں اور استعمالات کی مناسب تشریح اور معنی یاد کراتے ہیں۔ نیز ② ......انھیں اس کی آیاتِ کریمہ کا پورا ترجمہ پڑھاتے ہیں۔ تو اب ان کے لیے کتاب اللہ کے ابتدائی فہم ومطالعہ کی راہ ہموار ہوجاتی ہے۔ پھر ③ ......اس حقیقت کو مدنظر رکھیں کہ وہ ایک دینی درس گاہ کے طلباء اور طالبات ہیں اور ابتدائی عربی زبان (نثر ونظم) کے کئی اسباق نیز علم صرف، علم نحو اور دوسرے کئی ایسے مضامین پڑھ رہے ہیں جو عربی زبان کے فہم اور استعمال میں معاون اور خادم ہیں۔ اس لیے اب وہ قرآنِ کریم کے اسباق میں ابتدائی سطح کی

آسان عربی زبان میں سوال وجواب اور دیگر ایسی مشقوں کو حل کرنے کی اچھی قدرت رکھتے ہیں، جو ان کی مزید علمی اور لسانی ترقی میں معاون بنیں گی۔

اس لیے اس مرحلے پر معلم آیاتِ قرآنیہ کے مضامین اور جملوں پر آسان عربی میں سوالات تیار کرے اور انھیں تختۂ تحریر پر لکھے۔ بچے انھیں سمجھیں اور پھر عربی میں ان کے جوابات بولیں۔ جہاں ضرورت ہو معلم ان کی مدد کرے۔ بعد میں بچے سوال وجواب کی ایسی مشقوں کو اپنی کاپیوں میں لکھیں گے اور معلم ان کی تصحیح کرے گا۔

جب کہ اس کورس کے تیسرے اور چوتھے سال میں طلباء سبق کی مقررہ آیات کا عربی زبان میں مختصر خلاصہ بھی پیش کیا کریں گے۔

(۲) سورۂ فاتحہ کی تدریس کی مثال

اب میں اپنی معروضات کو مزید واضح کرنے کے لیے اس مجوزہ تدریسی خاکے کے مطابق سورہ فاتحہ کی تدریس کی مثال پیش کرتا ہوں۔

(۱)...... شرح الكلمات:

معلم سبق کے شروع میں سورہ فاتحہ کے الفاظ کی درج ذیل تشریح تختۂ تحریر پر لکھے گا جسے طلباء آواز سے پڑھتے ہوئے اپنی کاپیوں میں لکھیں گے۔

أعوذ میں پناہ مانگتا ہوں، عَاذَ يَعُوْذُ عَوْذًا وَعِيَاذًا ''پناہ مانگنا''

باللهِ اللہ کی   **مِنْ** سے

الشيطان الرجيم راندہ ہوا شیطان

بسم نام سے (اصل میں بِاِسم تھا)

الرحمن بہت زیادہ رحم کرنے والا الذی یرحم کل شیء

الرحيم سدا رحم کرنے والا الذی یرحم دائما وأبدا .

الحمد سب تعریفیں   حَمِدَ يَحْمَدُ حَمْدًا تعریف کرنا

رب پروردگار ج أرباب

العالمين جہانوں م عالَم

يوم دن ج أيّام   **الدِّين** بدلہ

إياك صرف تیری ہی

نعبد ہم عبادت کرتے ہیں عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً عبادت کرنا

نستعين ہم مدد مانگتے ہیں اِسْتَعَانَ يَسْتَعِيْنُ اِسْتِعَانَةً مدد مانگنا

اهدنا آپ ہماری راہنمائی کریں هَدٰى يَهْدِيْ هُدًى راہنمائی کرنا

الصراط المستقيم سیدھی راہ

وهو سبيل الأنبياء والمرسلين

أنعمت عليهم جن پر تو نے انعام کیا أَنْعَمَ يُنْعِمُ إِنْعَامًا انعام کرنا

غير وہ لوگ نہیں

المغضوب عليهم جن پر غضب ہوا۔

الضالين گمراہ لوگ

آمين قبول فرما

(۲)...... ترجمة الآيات:

پھر معلم جماعت کو اپنی مقامی زبان میں ترجمہ پڑھائے گا اور زیر تعلیم بچوں کے معیار کے مطابق اس کی تشریح کرے گا۔

(۳)...... المناقشة:

التمرين الاول:

اب تیسرے مرحلے پر معلم تختۂ تحریر پر سورہ فاتحہ کے بارے میں عربی میں درج ذیل سوالات لکھے گا جنھیں طلباء آواز سے پڑھتے ہوئے اپنی کاپیوں میں درج کریں گے:

۱۔ لمن الحمد؟ (الحمد لِلّٰه)

۲۔ من رب العالمين؟

۳۔ من رب الإنسان؟

٤۔ من رب الحيوان؟

۵۔ من رب السماوات؟

٦۔ من رب الأرض؟

٧۔ من الرحمن؟

٨۔ من الذی یرحم کل شیء؟

٩۔ من الرحیم؟

١٠۔ من الذی یرحم دائما وأبدا؟

١١۔ من نعبد؟

١٢۔ من نستعین؟

١٣۔ من یھدینا الصراط المستقیم؟

١٤۔ من یجیب دعاء نا؟

سوالات کی تحریر سے فراغت کے بعد معلم جماعت کو ان کے عربی میں جواب دینے کی مشق کرائے گا اور حسب ضرورت ان کی مدد بھی کرے گا۔ بعد میں بچے سوال وجواب کی اس مشق کو اپنی کاپیوں میں حل کر کے لائیں گے جنھیں معلم چیک کر کے ضروری تصحیح کرے گا۔

التمرین الثانی

اب معلم طلباء سے کہے کہ وہ اپنی کاپیوں میں الحمد للہ کی طرح کے عربی میں دس جملے لکھیں، مثلاً

١۔ الحمد لِلّٰہ ٢۔ التحیات لِلّٰہ

٣۔ الشکر لِلّٰہ ٤۔ الأرض لِلّٰہ وغیرہ۔

معلم کے لیے مزید مشق:

اگر معلم چاہے اور وقت کی گنجائش ہو تو طلباء کو کہے کہ وہ اوپر کی مشق میں اپنے تمام عربی جملوں کے ترتیب وار سوالات بنائیں اور ان کے سامنے جوابات لکھیں، مثلاً

١۔ لمن الحمد؟ ٢۔ لمن التحیات؟ وغیرہ

آپ دیکھ رہے ہیں کہ الحمد للہ ان آسان مشقوں کو حل کرتے ہوئے بچے قرآنی عربی زبان کے پچاس ساٹھ جملے بآسانی لکھ بول رہے ہیں۔

(٣) بحث کے نتائج

①......اس وقت اسلامی مدارس میں تعلیم قرآن کریم کا مروّجہ طریقہ تدریس (ترجمہ قرآنِ کریم) اس کی تعلیم وتدریس کے صرف چالیس فیصد (40%) مقاصد پورے کر رہا ہے جب کہ ساٹھ فیصد (60%) بنیادی مقاصد نظر انداز کرتا ہے۔ اس بنا پر ہمارے طلباء اور طالبات کی تعلیم وتربیت کے کئی اہم گوشے تشنہ رہ جاتے ہیں۔

②......قرآنِ کریم کی عربی زبان اور اسلوب بیان نہایت آسان اور پرکشش ہونے کے باوجود ہمارا طریقہ تدریس اور معلّمین زیر تعلیم بچوں کو ان کے عملی استعمال اور لکھنے بولنے کی تربیت نہیں دیتے، جس کے نتیجے میں وہ اپنی نوعمری میں اس نقص سے برا اثر لیتے ہوئے جمود کا شکار ہو جاتے ہیں۔

③......اپنے طلباء اور طالبات کی بہتر اور معیاری تعلیم وتربیت کے لیے اس ناقص طریقہ تدریس کی فوری اصلاح کرتے ہوئے اسے جدید تعلیمی تجربات اور تحقیق کے مطابق از سر نو ترتیب دینا ضروری ہے۔

④...... اگر ہم اپنی درس گاہوں کے اس طریقہ تدریس کی مناسب اصلاح اور ترقی کا اہتمام کر لیں تو ان کے طلباء اور طالبات کی علمی صلاحیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا اور ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ان درس گاہوں کا مقام اور وقار بڑھے گا۔

⑤......اور ان کے فضلاء کے لیے اندرون وبیرون ملک مختلف میدانوں میں کام اور ترقی کے وسیع اور اچھے مواقع میسر ہوں گے، اور وہ چھ یا آٹھ سالہ تعلیمی کورس مکمل کرنے کے بعد نہیں، بلکہ صرف تین سالہ کورس کرنے کے بعد عربی زبان اور اسلامیات کے اچھے معلم بنیں گے۔ نیز وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے عرب دنیا کی کسی یونی ورسٹی میں داخلے کے اہل ہوں گے، ان شاء اللہ. وھو الموفق والمستعان

(۴) تقاضے اور ضروریات

کما لا یخفی علی السادۃ العلماء والمدرسین قرآنِ کریم کی تعلیم وتدریس کو ترقی دینے کی اس تجویز پر اگر صدق دل اور محنت سے عمل کیا گیا تو یہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری عظیم اسلامی

درسگاہوں کے نصاب تعلیم، طریقہ تدریس اور مجموعی ماحول میں ایک مثبت اور تعمیری انقلاب کا ذریعہ بنے گی، اور ان کے اسلامی اور ملی کردار اور عظمت میں اضافہ ہوگا۔ اس لیے محترم علماء اور مدرسین کو کتاب اللہ اور دوسرے علومِ شرعیہ کی تدریس میں موجود اس دیرینہ نقص کا فوری ازالہ کرتے ہوئے اپنے طلباء اور طالبات کی زیادہ معیاری تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس اصلاحی مہم میں ایسے حضرات کو زیادہ مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے جو ان عظیم اسلامی درس گاہوں کی ترقی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ خصوصاً وہ حضرات جنھوں نے الجامعۃ الاسلامیہ العالمیۃ اسلام آباد، الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ اور مکہ، ریاض یا قاہرہ وغیرہ کی دوسری یونی ورسٹیوں اور اداروں سے کسب فیض کیا ہے۔

البتہ اس تجویز کے مناسب اور مؤثر نفاذ کے لیے دو چیزوں کی فوری ضرورت ہوگی۔

① ...... قرآنِ کریم کی ایسی تدریس میں معلّمین اور طلباء وطالبات کی راہنمائی اور مدد کے لیے مناسب دلیل یا مرشد المعلم (Teacher`s guide) کی تیاری۔ الحمد للہ، معہد اللغۃ العربیۃ میں اس کی تیاری اور تصنیف کئی سال سے جاری ہے۔

② ...... قرآنِ کریم کی اس نہج پر تعلیم وتدریس کی راہنمائی کے لیے معلّمین اور معلّمات کو کم ازکم دو ہفتے کی تعلیمی تربیت دی جائے۔ یہ عملی تربیت وفاق کی سطح پر دی جاسکتی ہے۔ وفاق المدارس السّلفیہ نے گزشتہ ماہ فیصل آباد میں ۱۵۰ معلّمین اور معلّمات کی تربیت کا پہلا کورس مکمل کراتے ہوئے اس میدان میں پہل کردی ہے۔ ان عظیم مقاصد کی تکمیل کے لیے ایسے تربیتی کورسز کے انعقاد سے ہماری درس گاہوں کی بہتر تعمیر وترقی کے راستے کھلیں گے اور ان کے فضلاء کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر زیادہ پذیرائی حاصل ہوگی۔ ان کورسز کے انعقاد کے لیے موجودہ حکومت اور جامعۃ الدول العربیۃ (عرب لیگ) سے مناسب مالی اور فنی امداد لی جاسکتی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔



مولانا عبدالرشید مجاہدآبادی

محمداسحاق بھٹی

۱۹۴۹ء کے موسم سرما کے ابتدا میں پہلی دفعہ میں نے عبدالرشید کو دیکھا، جب حافظ محمد یحییٰ عزیز میرمحمدی، خلیل اثری، ابوبکر صدیق سلفی اور اس فقیر کو پنجاب کے اہل حدیث مدارس کے طلبا کی تنظیم کے لیے مختلف مقامات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھے یاد پڑتا ہے لاہور سے روانہ ہوکر پہلا (یا دوسرا) پڑاؤ ہم نے موضع ڈھلیانہ میں کیا تھا۔ وہاں ایک دینی مدرسہ قائم تھا جو کسی زمانے میں ایک نیک دل بزرگ مولوی محمد الدین نے جاری کیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد اس کے مہتمم حاجی قطب الدین کھرل کو مقرر کیا گیا تھا جو اس علاقے کی معروف شخصیت تھے۔ ڈھلیانہ اس زمانے میں ضلع منٹگمری (حال ضلع ساہی وال) میں تھا۔ اب ضلع اوکاڑہ کی تحصیل رینالہ خورد میں ہے اور رینالہ سے بجانب جنوب باماں بالا روڈ پر دس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

ہم ڈھلیانہ کے اس مدرسے میں ایک رات رہے تھے۔ وہاں پندرہ سولہ سال کے ایک لڑکے کے متعلق بتایا گیا کہ یہ لڑکا پہلے ہندو تھا اور اس کا نام کرشن لال تھا، اب مسلمان ہوگیا ہے اور اس کا نام عبدالرشید ہے۔ یہ لڑکا اس مدرسے کا طالب علم تھا اور وہاں دینیات کی درسی کتابیں پڑھتا تھا۔ نکھرا ہوا گندمی رنگ، کھلی پیشانی، روشن آنکھیں، ناک نقشہ مناسب، چہرہ بالوں سے خالی۔

اب آئندہ سطور میں دیکھتے ہیں کہ چڑھتی جوانی کا یہ خوب رو لڑکا کرشن لال سے عبدالرشید کیسے بنا......؟ لیکن اس سے پہلے اس کے مسکن اور اس کے خاندان کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

ضلع اوکاڑہ کی تحصیل رینالہ خورد میں ایک گاؤں اسلام پور کے نام سے موسوم ہے۔ قیام پاکستان سے قبل اس گاؤں میں مسلمان بھی آباد تھے اور غیر مسلم بھی۔ ہندوؤں کے اس گاؤں میں بیس گھر تھے جو سیاسی اصطلاح میں اقلیت میں تھے۔ لیکن یہ لوگ سرمایہ دار تھے اور سرمایہ دار ہونے کی وجہ سے گاؤں کے لوگوں پر ان کا اثر رعب کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ اس گاؤں کا ایک ہندو خاندان اروڑہ برادری سے تعلق رکھتا تھا۔ ان میں ایک شخص کا نام گوراں دتہ مل تھا جو اس علاقے کا مشہور ساہوکار، معروف سیٹھ اور بااثر کاروباری شخص تھا۔ پتوکی پرانی منڈی میں اس کا روئی کا کارخانہ تھا۔ اس کا سودی کاروبار بھی عروج پر تھا۔ اس کے گھر میں ملکہ وکٹوریہ کی تصویر والے چاندی کے روپے تھیلیوں میں پڑے رہتے تھے جو وہ ضرورت مند قرض خواہوں کو سود پر دیتا تھا۔ جس مکان میں وہ اپنے اہل وعیال سمیت سکونت پذیر تھا، وہ بھی اس نے سودی سلسلے میں کسی مقروض سے حاصل کیا تھا۔

گوراں دتہ مل کے بڑے بھائی کا نام جیدیال مل تھا۔ جیدیال مل جب گرمیوں کے دنوں میں گھر سے باہر نکلتا تو جان محمد نامی ایک مسلمان اس پر چھتری کا سایہ کر کے اس کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔

گوراں دتہ مل نے پہلے ایک شادی کی، جس سے ایک بیٹے اور ایک بیٹی نے جنم لیا۔ بیٹے کا نام ہنسراج اور بیٹی کا مالا دیوی تھا۔ اس کے بعد اس کی یہ بیوی فوت ہوگئی۔ اب اس نے دوسری شادی کی۔ اس خاتون کا نام ریشم دیوی تھا۔ اس سے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے علی الترتیب نام یہ تھے: برج لال، کرشن لال اور حاکم چند...... اس سے کچھ عرصے بعد عین عالم جوانی میں گوراں دتہ مل وفات پا گیا۔ اس وقت کرشن لال تیسرے سال میں تھا اور حاکم چند سب سے چھوٹا تھا جو باپ کی وفات کے چند روز بعد پیدا ہوا تھا۔ برج لال زیادہ سے زیادہ پانچ سال کا ہوگا۔

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق جب کوئی شخص مرنے کے قریب ہوتو اسے چارپائی سے اتار کر زمین پر لٹا دیا جاتا ہے۔ چارپائی پر موت کو ان کے نزدیک نحوست اور بدنصیبی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ چناں چہ گوراں دتہ مل کو زمین پر لٹا دیا گیا اور وہیں اس کی موت واقع ہوئی۔ موت کے بعد ہندوؤں کے مذہب کی رو سے مرنے والے کو پنڈت غسل دیتا ہے۔ پھر اس کی ارتھی یعنی میت کو مرگھٹ میں لایا جاتا ہے۔ وہاں لکڑیوں کے ڈھیر پر اسے رکھ دیا جاتا ہے، اس کے اوپر مزید لکڑیاں رکھ دی جاتی ہیں۔ اگر وہ امیر آدمی ہوتو اس پر دیسی گھی ڈالا جاتا ہے۔ اگر غریب ہوتو مٹی کے تیل کی دو تین بوتلیں ڈال دی جاتی ہیں اور پھر اس کا بڑا بیٹا اسے آگ لگاتا ہے۔ گوراں دتہ مل کے ساتھ بھی یہی کیا گیا۔ اس کے بڑے بیٹے ہنسراج نے (جو اس کی پہلی بیوی کے بطن سے تھا) باپ کی ارتھی کو آگ لگائی اور ساتھ ہی یہ الفاظ زبان سے کہے:

''ہائے سری پٹا خا ماریا، لے رام کا نام۔''

سکھوں اور ہندوؤں میں یہ رواج چلا آ رہا ہے (یا ممکن ہے یہ ان کا مذہبی شعار ہو) کہ مرگھٹ سے واپسی پر یعنی مردے کو جلانے کے بعد وہ تقریباً چالیس قدم پر مرگھٹ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہاں کچھ پڑھ کر پھونکیں مارتے ہیں، جس کا مقصد ان کے نزدیک یہ ہوتا ہے کہ بدروح ان کی طرف نہ آئے، مرگھٹ ہی میں رہے۔ (میں نے بعض مسلمانوں کو بھی میت کو دفن کر کے چالیس قدم پر قبرستان کی طرف منھ کر کے دعا کرتے دیکھا ہے۔ معلوم نہیں یہ مسئلہ انھیں کہاں سے ملا ہے۔)

مردے کو جلانے کے لیے بھی ہندوؤں کے ہاں غریب اور امیر کا فرق ہے۔ امیر آدمی کو صندل یا پیپل کی لکڑی سے جلایا جاتا ہے کہ ان درختوں کی لکڑی ان کے نزدیک پوتر اور پاک ہوتی ہے اور غریب آدمی کو جو لکڑی میسر آ جائے اس سے جلا دیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں بعض اوقات آگ لگنے سے کچھ دیر بعد مردے کے جسم میں کھنچاؤ سا پیدا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اکڑ کر اوپر کو ہو جاتا ہے یا ہلنے لگتا ہے۔ یہ ان کے نزدیک نحوست کی علامت ہے۔ اس کا مطلب وہ یہ لیتے ہیں کہ یہ اپنے ساتھ گھر کے کسی اور شخص کو بھی بلاتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو وہ لوگ مردے کے سر اور جسم پر زور سے لکڑیاں مار کر اسے نیچے کر دیتے ہیں۔

مردے کو وہ جلاتے اس لیے ہیں کہ دنیا میں اس نے جو پاپ اور گناہ کیے ہیں، وہ اس آگ سے ختم ہو جائیں اور وہ پاک صاف ہو کر اللہ کے دربار میں پہنچے اور سیدھا سُرگ (بہشت) میں جائے۔

مردے کو جلانے کے تیسرے دن اس کے قریبی رشتے دار مرگھٹ میں جاتے ہیں اور اس کی راکھ میں سے اس کے پاؤں اور ہاتھوں کے بیس ناخن تلاش کرتے ہیں۔ پھر انھیں ایک صاف برتن یا کپڑے میں ڈال کر (اگر وہ امیر لوگ ہوں تو) اچھی خاصی تعداد میں دریائے گنگا میں جا کر ڈال دیتے ہیں، اس لیے کہ دریائے گنگا ان کے نزدیک پوتر دریا ہے اور اس کا پانی بابرکت ہے۔ اس سے مردے کو امن اور شانتی ملے گی۔ اگر مردے کے وارث غریب لوگ ہوں تو پھول (یعنی ناخن) کسی کپڑے میں باندھ کر تالاب یا نہر میں پھینک دیتے ہیں۔ تیسرے دن راکھ سے مردے کے ناخن تلاش کرنے کے عمل کو ان کے مذہب میں ''پھول چننا'' کہا جاتا ہے۔ اس دن مردے کے لیے ایصالِ ثواب کی نیت سے خیرات بھی کی جاتی ہے۔ یہ ان کے تیسرے دن کا عمل ہے۔

اس کے بعد موت کے ساتویں اور دسویں دن حلوا یا گائے کے دودھ کی کھیر پکا کر خیرات کرتے ہیں، جسے وہ ''پن دان'' کہتے ہیں۔ زیادہ تر کھیر وہ اپنے پنڈت کو دیتے ہیں۔ جو چیزیں تیسرے، ساتویں اور دسویں دن خیرات میں دی جاتی ہیں، ان پر پنڈت کچھ پڑھتا بھی ہے۔ موت پر چالیس دن گزر جائیں تو زیادہ تعداد میں لوگوں کی دعوت کی جاتی ہے اور دھوم دھام سے ان کو کھلایا پلایا جاتا ہے۔ چالیسویں پر ان کی مذہبی رسوم ختم ہو جاتی ہیں۔

غمی شادی کی رسوم اور خاص دنوں کے تعین کے ساتھ ان پر عمل کے سلسلے کی بہت سی باتیں ہمارے ہاں ہندوؤں سے آئی ہیں اور افسوس ہے کہ ہمارے لوگ انھیں اسلامی احکام سمجھ رہے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پر تیل، مہندی، سہرا بندی وغیرہ رسوم ہم نے ہندوؤں سے لی

ہیں۔ سیاست میں تو ہم ان کے شدید مخالف ہیں، لیکن ان معاملات میں ہمارا رویہ ان سے بہت حد تک ملتا جلتا ہے۔

تیسرے دن ''پھول'' کی رسم پر ہندو لوگ اپنے پنڈت کو نقد روپے بھی دیتے ہیں اور گھر لے جانے کے لیے پھل فروٹ بھی اسے دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح ساتویں، دسویں اور چالیسویں پر بھی اس کی سیوا کی جاتی ہے۔ ہم بھی قل اور ختم وغیرہ کے مواقع پر اپنی حیثیت کے مطابق مولوی صاحب کی خدمت کرتے ہیں۔

کرشن لال کی سوتیلی بہن مالا دیوی شادی شدہ اور بچوں والی تھی، اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھ بھی وہی ہوا جو اس کے باپ کے ساتھ ہوا تھا۔ بلکہ اس میں ایک اضافہ یہ کیا گیا کہ اس کی آنکھوں میں نیل ڈالا گیا، پاؤں کے تلووں میں لوہے کی میخیں گاڑی گئیں اور زیورات پہنا کر اسے نذرِ آتش کیا گیا۔

سنا ہے کہ ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ بچوں والی عورت مرنے کے بعد جون بدل کر یعنی شکل اور ہیئت تبدیل کر کے کسی دوسرے روپ میں دوبارہ اپنے گھر آ جاتی ہے اور گھر والوں کو پریشان کرتی ہے۔ ممکن ہے مالا دیوی کی آنکھوں میں اس لیے نیل ڈالا گیا ہو کہ وہ اندھی ہو جائے اور اس دنیا کا پرانا گھر جسے وہ چھوڑ کر گئی ہے، اسے دکھائی نہ دے۔ تلووں میں میخیں اس لیے گاڑی گئی ہوں کہ وہ پاؤں سے چل نہ سکے اور زیورات اس لیے پہنائے گئے ہوں کہ عورتوں کو زیور سے پیار ہوتا ہے، مرنے کے بعد وہ اسے پہن کر خوش رہے اور ہماری طرف اس کا دھیان نہ جائے۔ ہندو مذہب عجیب قسم کے توہمات کا گورکھ دھندا ہے اور اس کی مختلف رسوم مختلف اسباب کی پیداوار ہیں، جن کو سمجھنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ ان کی باتیں وہی جانیں۔

بات کرشن لال کی ہو رہی تھی۔ وہ مال دار گھرانے کا لڑکا تھا۔ اس کے آباء و اجداد نے اپنے خرچ سے گاؤں میں ایک مندر یعنی بت خانہ بنایا تھا، جس میں دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی گئی تھیں، جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ مندر کی دیواروں پر متعدد تصویریں آویزاں کی گئی تھیں۔ ایک تصویر آدم اور حوا کی تھی۔ آدم کو وہ شیو جی مہاراج اور اماں حوا کو پاربتی جی کہتے ہیں۔

یہاں یہ یاد رہے کہ اپنے خرچ سے تعمیر کردہ مندر کے علاوہ اس خاندان نے سکھوں کے گوردوارے کی تعمیر کے لیے بھی مالی امداد فراہم کی تھی اور اس گوردوارے میں سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کو نہایت احترام سے اونچی جگہ پر رکھا گیا تھا۔ گاؤں میں دھرم شالہ بھی ان کی امداد سے تعمیر کیا گیا تھا، جس میں بہت سے بت رکھے گئے تھے۔

ہندوؤں کے کئی فرقے ہیں۔ ایک فرقے کا نام سناتن دھرم ہے۔ اس فرقے سے تعلق رکھنے والے مورتی پوجتے ہیں، یعنی بت پرست ہیں۔ خود ہی مورتی بناتے ہیں، جسے وہ اپنا خدا مانتے ہیں، پھر اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بت کی پوجا کرتے ہیں۔ کرشن لال کا خاندان سناتن دھرمی تھا اور یہ لوگ مٹی کی بنائی ہوئی مورتی کی پوجا کرتے تھے، اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھتے اور اسے سجدہ کرتے تھے۔ خود کرشن لال بچپن میں اپنے مذہب کے مطابق مورتی پوجتا، اس کے سامنے شبد اور بھجن پڑھتا اور آرتی کرتا تھا۔ اس کا طریقہ کچھ اس قسم کا تھا کہ دائیں ہاتھ میں کرشن دھوپ رکھ کر (جو ایک طرح کی گوگل تھی) اسے جلاتا، جس سے دھواں نکلتا اور بائیں ہاتھ میں گھنٹی (ٹلی) پکڑتا۔ اس دھوپ کے دھوئیں اور گھنٹی کی آواز کے ساتھ ایک گانا گایا جاتا۔ اس گانے کے الفاظ لکھے تو جا سکتے ہیں اور میں اگلی سطروں میں لکھ بھی رہا ہوں، پڑھے بھی جا سکتے ہیں لیکن انھیں سمجھنے کے لیے کسی پنڈت کی مدد درکار ہوگی جس کا حصول میرے لیے نہایت مشکل ہے۔

جے جگدیش ہرے سوامی جے رادھا شام ہرے
بھگت جھنوں کے سنکٹ چھن میں دور کرے سوامی جے رادھا شام ہرے
ساریاں گوپیاں آکھ سنایا تیرا گھن گھنیا آیا
اس نے چوری مکھن کھایا، کھاں دا ہٹ ہٹ کے
تیری بینسری نے من موہیا کرشنا ہس ہس کے

پتی یعنی شوہر کی وفات کے بعد کرشن لال کی والدہ نے فیصلہ کر لیا کہ اس کی جوانی اب اپنے تینوں بیٹوں کی تربیت اور نگہداشت میں

صرف ہوگی۔ وہ دوسری شادی نہیں کرسکتی تھیں، کیوں کہ ہندو معاشرے اور ہندو دھرم میں کسی بیوہ عورت کا دوسری شادی کرنا بے حد معیوب سمجھا جاتا ہے اور ایسی عورت کو نفرت اور کراہت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ چناں چہ اس شریف خاتون نے بچوں کی تربیت کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے نہ صرف ہندوؤں میں عزت کا مقام حاصل ہوا۔ بلکہ پورے گاؤں میں اسے احترام کا مستحق سمجھا جاتا تھا۔

کرشن لال کا بڑا سوتیلا بھائی ہنس راج میٹرک پاس تھا اور گاؤں میں دکان کرتا تھا۔ یہ تینوں بھائی بھی کچھ بڑے ہوئے تو ان کی تعلیم کا مسئلہ سامنے آیا۔ ان کے گاؤں میں پرائمری سکول تھا اور اس زمانے میں چار جماعتیں پاس کرنے والے کو پرائمری پاس کہا جاتا تھا۔ کرشن لال نے اسی سکول میں داخلہ لیا اور پرائمری پاس کی۔ ان کے گاؤں سے ایک میل کے فاصلے پر موضع کماں میں ورینکلر مڈل سکول تھا، پرائمری پاس کرنے کے بعد کرشن لال کو اس سکول میں پانچویں جماعت میں داخل کرا دیا گیا۔ وہ اپنے ہم جماعت لڑکوں کے ساتھ صبح جاتا اور چھٹی کے بعد گھر آ جاتا۔

کرشن لال چوں کہ سمجھ دار اور ہوشیار لڑکا تھا، اس لیے سکول کی تعلیم کے علاوہ اس کے ذمے دو کام اور لگائے گئے تھے جو خالص مذہبی نوعیت کے تھے۔

ان کے گاؤں کے ہندوؤں نے مندر میں پوجا پاٹھ کے لیے دیسی مہینے کی پہلی تاریخ مقرر کر رکھی تھی۔ یہ کرشن لال کی ذمے داری تھی کہ اس تاریخ کو وہ تمام ہندوؤں کے گھر میں جائے اور پوجا کے لیے انھیں مندر میں لائے۔ پوجا پاٹھ کا طریقہ یہ تھا کہ مندر میں ایک ''متبرک'' کتاب رکھی گئی تھی۔ ہر آنے والا ہندو اس کے سامنے زمین پر سر رکھ دیتا اور پھر نقدی یا غلے یا آٹے کی صورت میں جو چیز بھی میسر ہوتی، بہ طور نذرانہ اسے پیش کرتا۔ کرشن لال اس کتاب کا کچھ حصہ ان لوگوں کو پڑھ کر سناتا۔ ان لوگوں کے مندر میں آنے سے پہلے حلوا پکا کر رکھا جاتا تھا۔ پوجا کے بعد جب کتاب سنانے سے کرشن لال فارغ ہو جاتا تو ہنس راج حاضرین میں حلوا تقسیم کرتا۔ سب سے پہلے تھوڑا سا حلوا کرشن لال کے ہاتھ پر رکھا جاتا اور اسے کہا جاتا کہ یہ حلوا اپنے گھر کی ''کھوہی'' میں ڈال دے۔ حلوا کھوہی میں کیوں ڈالا جاتا تھا؟ اس لیے کہ پانی کا دیوتا (یعنی جل دیوتا) خوش رہے اور لوگ پانی کی صورت میں آنے والی تکلیفوں سیلاب وغیرہ سے یا دریا میں ڈوبنے سے محفوظ رہیں۔

اس قسم کا کام بعض مسلمان بھی کرتے ہیں جو دریا پار کرنے کے لیے کشتی پر سوار ہوتے ہیں، وہ کچھ نقد روپے یا کوئی اور چیز حضرت خضر علیہ السلام کی نذر کے طور پر دریا میں ڈال دیتے ہیں کہ پانی پر حضرت خضر کی حکومت ہے اور وہ سلامتی کے ساتھ ہماری کشتی کنارے لگا دیں گے۔

کرشن لال کے ذمے دوسرا کام تھا صبح آ کر دکان کھولنا، اس کی صفائی کرنا اور دکان کی دیوار پر جو بت چسپاں تھا، اس کی پوجا کرنا، اس پر سرسوں کا تیل ملنا۔ اس کے بعد اسے سندھور لگانا۔ یہ ڈیوٹی انجام دینے کے بعد کرشن لال دھوپ کو دیا سلائی سے آگ لگاتا جو دھوئیں کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ پھر اسے اس بت کے سامنے گھمایا جاتا جو دکان کی دیوار پر چسپاں تھا۔ بعد ازاں برتن میں پانی ڈال کر اس میں سے تھوڑا سا پانی سورج کے سامنے چھڑکا جاتا۔ اس عمل کے ساتھ زبان سے یہ الفاظ کہنا ضروری تھا:

''اے سورج بھگوان تیری جے ہو۔'' یہ ہر روز کا معمول تھا۔

سورج سے بہت سی امیدیں وابستہ کی جاتی تھیں۔ سورج یا چاند کو گرہن لگ جاتا تو ہندوؤں پر گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور انھیں خیال گزرتا کہ معلوم نہیں اس کا کتنا برا نتیجہ نکلے گا۔ اس موقعے پر وہ پن دان (صدقہ خیرات) کرتے۔

ایک دن دس گیارہ سالہ کرشن لال حسب معمول شیو جی مہاراج اور پاربتی کی تصویروں کی پوجا کر رہا تھا۔ یہ دونوں تصویریں شیشے کے فریم میں اکٹھی تھیں۔ پوجا کے دوران میں کسی طرح وہ شیشہ ٹوٹ گیا۔ یعنی جن سے مرادیں مانگی جا رہی تھیں، وہ خود ایک شیشے میں بند تھے اور وہ اپنے شیشے کو ٹوٹنے سے بچا نہ سکے اور خود بھی سنبھل نہ سکے، نیچے گر گئے۔

یہ بالکل ایک صحابی والا واقعہ ہوا۔ صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اسلام

قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بکری کے دودھ سے مٹی کو گوندھ کر ایک معبود بنایا۔ میں اس کی باقاعدہ پوجا کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی پوجا کے لیے گیا تو دیکھا کہ لومڑی اس پر پیشاب کر رہی ہے۔ میرے دل میں اس سے سخت کراہت پیدا ہوئی اور میں نے سوچا کہ یہ کیا معبود ہے، جس پر لومڑی پیشاب کر رہی ہے اور یہ اسے روک نہیں سکتا۔ اس سلسلے میں وہ اپنی دلی کیفیت اور کراہت کا اظہار ان شعروں میں کرتے ہیں۔

رب يبول الثعلبان براسه
لقد ذل من بالت عليه الثعالب
برئت من الاصنام والشرك كله
وايقنت ان اللّٰه لا شك غالب

(یہ کیسا معبود ہے، جس کے سر پر لومڑ پیشاب کر رہا ہے، یقیناً یہ ذلیل معبود ہے، جس کو لومڑ نے پیشاب کے لیے چنا ہے۔ اب میں بتوں سے اور ہر قسم کے شرک سے بے زار ہوں، مجھے یقین ہوگیا ہے کہ صرف اللہ ہی ہر شے پر غالب ہے۔)

قارئین کرام شاید سوچ رہے ہوں گے کہ ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں لیکن ابھی تک کرشن لال کے ساتھ ہی چل رہے ہیں، وہ عبدالرشید کہاں ہے جس کے نام سے عنوان قائم کیا گیا اور آغازِ تحریر میں جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ تھوڑی دیر صبر کیجیے۔

اب کرشن لال موضع کماں کے ورنیکلر مڈل سکول میں داخل ہوگیا ہے اور یہ اس کی عبدالرشید کا روپ دھارنے یا اس کے مذہب کے مطابق اپنی ''جون'' بدلنے کی پہلی منزل ہے اور وہ تھوڑی دیر کے بعد نہ صرف عبدالرشید ہوجائے گا بلکہ آپ دیکھیں گے کہ مولانا عبدالرشید کی شکل میں آپ کے سامنے ہوگا۔ [جاری ہے]



مذاکراتی کلید سے مسائل کا حل

حافظ عبدالشکور مدنی، فاضل مدینہ یونی ورسٹی

صوبہ سرحد کے باسی یعنی (عوام) حمیت وغیرت کے پیکر، محبّ وطن، قیامِ پاکستان کے وقت قربانیاں دینے والے غیور پاکستانی ہیں۔ انھوں نے پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے وقت اپنا مال، جان اور سیاسی سوجھ بوجھ استعمال کرکے دنیائے عالم کو باور کرایا کہ ہم اس وطن کے رکھوالے بھی ہیں اور اس کی آن پر ہمیشہ قربان بھی ہوتے رہیں گے۔ یہ لوگ تحریک پاکستان میں بھی پیش پیش رہے اور پاکستان کی شہ رگ (کشمیر) کو آزاد کرانے میں پاک وہند جنگ میں بھی ہراول دستے کے طور پر شامل رہے۔ یہ اسلام کے شیدائی اور نفاذِ اسلام کے ہمیشہ علم بردار رہے۔ ان کی آبائی روایات اور مخصوص رسم ورواج ہیں۔ یہ لوگ مخصوص تہذیب وثقافت اور اپنا علاقائی طرزِ معاشرت رکھتے ہیں۔ حکومتی، سیاسی اور قانونی معاملات میں یہ اپنا خاص نظام جرگہ سسٹم (یعنی اپنے سرداروں کی مشاورتی کمیٹی) کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں پر حکومتی فیصلے بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

شجاعت وبہادری، بے خوفی وبے باکی، دشمن کے ساتھ جنگ وجدل اور انتقامی جذبہ ان میں بہ درجہ اتم پایا جاتا ہے۔ تیروتفنگ، سیف وعصا حتی کہ عصر حاضر کا اسلحہ (بندوق، کلاشن کوف، گولہ وبارود وغیرہ) اس علاقے کے بچوں کے ہاتھوں میں کھلونوں کی طرح عام دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہر گھر کے لیے یہ اسلحہ زینت سمجھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ اخلاقی اقدار سے آراستہ وپیراستہ ہیں۔ مثلاً مہمان نواز، بات کے سچے، دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن ہیں۔ عورتوں کی عفت وعصمت کے محافظ، باادب، وعدوں اور معاہدوں کے پابند اور سرداری نظام کے مطیع وفرماں بردار اور (جرگہ سسٹم) کے تحت ہر فیصلہ ماننے کے لیے ہمیشہ تیار۔

مذکورہ تمہید کا مقصد حکمران اتحاد کو یہ باور کرانا ہے کہ صوبہ سرحد کے ان محبّ وطن اور اعلیٰ اخلاق سے متصف عوام کو دھمکیوں سے دبانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ مذاکرات اور افہام وتفہیم سے ان کے جذبات اور غصے کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ مذاکرات ایک ایسی کلید ہے جس سے مشکل سے مشکل گتھیوں کے قفل بآسانی کھل سکتے ہیں۔

ہماری مراد گزشتہ دنوں وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کی طرف سے دیا گیا ایک بیان ہے کہ ''ہم ہتھیار ڈالنے والوں کے ساتھ مذاکرات کریں گے اور نہ ڈالنے والوں سے سختی کے ساتھ نمٹیں گے۔'' ہم جناب وزیر اعظم گیلانی سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کن لوگوں سے مذاکرات کریں گے اور کن سے اسلحہ رکھنے کی وجہ سے مقابلہ کریں گے۔ جب کہ ہر شخص کا اسلحہ سے لیس رہنا ان کی آبائی اور قبائلی روایت ہے جسے کوئی بھی حکومت (مثلاً برطانوی استبدادی حکومت) ان سے نہ چھین سکی چہ جائیکہ آج پرویز مشرف انتظامیہ بھی انہی خواہشات کا اظہار کر رہی ہے۔ یاددہانی کے لیے عرض ہے کہ صاحب اختیار صرف اس وقت تک بااختیار رہتا ہے، جب تک اس اختیار کو محفوظ رکھے لیکن استعمال کے بعد بااختیار بھی بے اختیار اور بے بس ہو جاتا ہے۔

پاک افغان سرحدی علاقوں میں پائی جانے والی شورش، انتشار، بدامنی، بے سکونی اور عدمِ استحکام ان سادہ لوح عوام کی پیدا کردہ نہیں بلکہ یہ ان سامراجی اور صہیونی قوتوں کا شاخسانہ اور کارنامہ ہے، جنھوں نے عراق اور افغانستان کو تباہ کیا اور اب واحد اسلامی ایٹمی ملک پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام میں عدمِ استحکام، ملک میں انتشار، حکومت وعوام میں نفاق پیدا کرکے ایک خفیہ سازش کے تحت

پاکستان کے حصے بخرے کرنے کا سوچا جا رہا ہے۔ اسی طرح پاک افغان سرحدی علاقوں پر مشتمل ایک نئی ریاست کی داغ بیل ڈالنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔

''میر ظفر اللہ جمالی'' کا گزشتہ دنوں دیا گیا اخباری بیان بھی ہمیں مدنظر رکھنا چاہیے کہ اگر اسی طرح بلوچستان وسرحد کی حق تلفی اور تشدد کی پالیسی پر حکومت گامزن رہی تو کہیں وہ دن نہ آ جائے کہ ان علاقوں میں ''ویزا'' لے کر جانا پڑے۔

ایسی خطرناک اور گھمبیر صورتِ حال پر ہم حکومتی بینچ کے سامنے چند تجاویز رکھنا چاہتے ہیں کہ ع ''مانے نہ مانے سن تو لے میری فریاد''، اوراس کے تحت کہ ''شاید کے اتر جائے ترے دل میں مری بات''

① ......حکومت کو چاہیے کہ شورش زدہ علاقوں میں مقتدر علمائے کرام، مفکرودانش ورحضرات، ریٹائرڈ فوجی افسران اور علاقائی عمائدین پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے، جو ''انصار الاسلام'' لشکر اسلام اور محسود قبائل وغیرہ کے لیڈروں اور سرداروں سے مذاکرات کریں۔

② ......ان کو دہشت گردی، شدت پسندی اور انتہا پسندی کا طعنہ نہ دیا جائے بلکہ انھیں اپنے مسلم بھائی اور محبّ وطن سمجھتے ہوئے ان کے مطالبات پر غور کیا جائے اور ان کی نفرتوں کو اگر کوئی ہوں تو انھیں محبتوں میں بدلنے کی کوشش کی جائے۔

③ ...... ان کے جائز اور قابل عمل مطالبات کا پورا کرنا ان کا بنیادی حق ہے۔ انھیں حکومت کو ہر حال میں پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر وہاں کے عوام کا مطالبہ ہو کہ ہمارے صورت میں شریعت نافذ ہونی چاہیے تو یہ مطالبہ فی الفور پورا ہونا چاہیے کہ یہ مطالبہ ان کا جمہوری حق ہے جس جمہوریت کی بقا کی جنگ لڑی جارہی ہے۔

④ ...... ان لوگوں کے مطالبات پر چیں بہ جبیں ہونے کے بجائے اور غیر ملکی واستعماری طاقتوں کے دباؤ کو خاطر میں لائے بغیر ملکی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے پورا کرنا چاہیے۔

⑤ ...... وہاں کے لوگ اگر چاہتے ہیں کہ عریانی، فحاشی، بے حیائی، زن ومرد کا اختلاط اور رقص وسرود کی محافل ختم ہونی چاہئیں۔ آڈیو، ویڈیو سی ڈیز اور فحش فلمیں نہیں چلنی چاہئیں۔ تو بزور ان کے مطالبات ختم کرنا حکومت کے لیے ضروری نہیں ہونا چاہیے۔

⑥ ...... مذاکرات اور افہام وتفہیم کی فضا کو برقرار رکھنا چاہیے اور ان کوششوں کو سبوتاژ کرنے والی سامراجی اور صہیونی خفیہ سازشوں کی منصوبہ بندی کرنے والے اندرونی وبیرونی عناصر پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔ اس لیے کہ سابقہ تجربات شاہد ہیں کہ جونہی حکومت اور قبائلی عمائدین میں مذاکرات ہوئے، امن وسلامتی کا آغاز ہوا اس کے ساتھ ہی سامراجیوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھنا شروع ہوگئے اور پاکستان پر اُن کا سیاسی دباؤ اسی طرح معاشی واقتصادی پابندیاں لگنا شروع ہوگئیں۔

⑦ ...... مذاکرات کے ذریعے جو معاہدے کیے جائیں انھیں پوری نیک نیتی اور دیانت داری سے پورا کرنا چاہیے۔ کیوں کہ خرابی کی اصل وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ وعدہ کرکے پھر پورا نہیں کیا جاتا اور اس عمل گریزی سے بداعتمادی کا پیدا ہونا یقینی امر ہوتا ہے اور یہ انتہائی غیر اخلاقی فعل ہے۔

⑧ ...... پس ماندہ علاقوں کو ترقی دینے کے لیے صوبائی ووفاقی فنڈز کو پورا پورا خرچ کیا جائے۔ تعلیم کو عام کیا جائے۔ تعلیمی اداروں کا جال بچھا کر ان کو بنیادی سہولیات دی جائیں۔

⑨ ...... دینی مدارس، مساجد اور تربیتی مراکز کے انتظام وانصرام میں مداخلت نہ کی جائے۔ نیز بیرونی دشمنوں کے کہنے پر ان کے اسلامی تشخص کو دہشت گردی کا جامہ پہنا کر کچلا نہ جائے۔

⑩ ......ان علاقوں میں وہاں کی ثقافت، صنعت وحرفت اور بے روزگاری کے خاتمے کے لیے اپنی کوششیں بروئے کار لانی چاہئیں۔

دعا ہے ہماری مذکورہ سفارشات کو اللہ کریم حکم رانوں تک پہنچا دے اور وہ ملکی استحکام، اسلام کا فلاحی نظام نافذ کرنے کے لیے کوشاں ہوجائیں تاکہ وطن عزیز کے عوام صحیح معنوں میں امن وسکون، اتحاد واتفاق اور محبت وشانتی سے یہاں رہ سکیں۔



''مشترکہ مجرمانہ گٹھ جوڑ''

اوریا مقبول جان

گزشتہ برس اس مملکت خداداد پاکستان کے دارالحکومت میں اسلامی بلکہ انسانی تاریخ کا ایک الم ناک واقعہ پیش آیا جس کی تفصیلات دل دہلا دینے والی ہیں۔اور ابھی بہت کچھ آہستہ آہستہ منظر عام پر آ رہا ہے، مثلاً جماعت اسلامی کی جانب سے یہ خبر کہ اس آپریشن میں ۴۲۳۴ طلباء وطالبات جاں بحق اور لاپتا ہوئے۔ الامان والحفیظ [روزنامہ نوائے وقت، ۶ جولائی ۲۰۰۸ء]
اسی تناظر میں اوریا مقبول جان کی یہ تحریر بعض معمولی تصرفات کے ساتھ قارئین الاعتصام کے مطالعے کے لیے پیش کی جا رہی ہے۔

عالمی عدالت انصاف سوال کر رہی تھی اور ظالم کٹہرے کے اندر کھڑا جواب دے رہا تھا۔ بوسنیا میں قتل عام کا ملزم۔ وژگراڈ شہر پر توڑے جانے والے مظالم کی داستان بھیانک بھی تھی اور خونچکاں بھی۔ سٹی ہال سے چند گز دور ایک مسجد کو ڈائنا مائٹ لگا کر اڑا دیا گیا تھا۔ اڑانے کا حکم دینے والے مارکووچ کا استدلال تھا، اس قصبے میں پارکوں کی بہت کمی ہے اور مسجد پارک پر قبضہ کر کے بنائی گئی تھی اس لیے حالات معمول پر آنے کے بعد اسے پارک میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ مارکووچ کے مظالم کا نگران یوگوسلاویہ کا صدر میلا سووچ عالمی عدالت انصاف میں کھڑا اسی مسجد کی تباہی کا جواب دینے لگا تو وہی بات کی کہ مسجد کے میناروں کو وہاں کے مکین مشین گنیں استعمال کرنے اور گولہ باری کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اس لیے بادل نخواستہ مسجد تباہ کرنا پڑی۔ عدالت نے سوال کیا اگر ایسا ہے تو کوئی گولی، کوئی بم آس پاس کی کسی عمارت کو کیوں نہیں لگا۔ میلا سووچ کے لیے یہ سوال حیران کن تھا۔ اسے اندازہ تک نہیں تھا کہ تاریخ اپنے ساتھ ثبوت لیے پھرتی ہے۔

اس کے بعد جو بھی ظلم، زیادتی، قتل وغارت، لوٹ مار یا آتش زنی کا واقعہ اس کے سامنے بیان ہوتا وہ صاف کہہ دیتا یہ تو میرے کمانڈروں نے کیا ہے۔ وہ بہت زیادہ خود مختار ہو گئے تھے اور خود ہی فیصلے کرتے تھے۔ ایسے میں میلا سووچ پر ایک ایسی فرد جرم عائد کی گئی جو تاریخ میں ہر آمر، ڈکٹیٹر، ظالم اور فرعون پر اس لمحے عائد کی جاتی ہے جب وہ اپنے احتساب سے ڈر کر، اپنے انجام کے خوف سے سارا ملبہ اپنے ماتحتوں پر ڈال دیتا ہے اور خود پاک صاف ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ عالمی عدالت انصاف نے کہا جب یہ لوگ انسانوں پر ظلم روا رکھ رہے تھے، قتل عام کر رہے تھے تو تمھیں اس کا علم ہوا تھا۔ تم اس بات کا جواب دو کہ تم نے ان کو انصاف کے کٹہرے میں لا کر کھڑا کیوں نہیں کیا۔ انھیں سزا کیوں نہیں دی۔ عدالت نے اسے (Joint criminal enterprise) مشترکہ مجرمانہ گٹھ جوڑ قرار دیا اور اسے ظالم کو سزا نہ دینے پر جرم کا شریک کار ٹھہرایا۔

صدیوں کا یہ اصول عالمی عدالت انصاف کے دروازے پر قانونی اعتبار کا درجہ حاصل کر گیا۔ یہی وہ اصول ہے جو دنیا کے ہر آمر، فرعون اور ڈکٹیٹر کو اس کے دور میں ہونے والے قتل، لوٹ مار، تشدد اور سیاسی اموات کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ یہی مشترکہ مجرمانہ گٹھ جوڑ ہے جو کسی ظالم کو بھاگنے کا باعزت راستہ نہیں دیتا۔ یہی وہ کسوٹی ہے جو بتاتی ہے کہ اگر قتل کرنے والے، ظلم کرنے والے، تشدد روا رکھنے والے اور انسانی جانوں سے کھیلنے والے کسی دور میں سرفراز تھے، اعلیٰ عہدوں پر براجمان تھے، آنکھوں کے تارے تھے اور انھیں عدالت کے کٹہرے میں نہیں لایا گیا تو پھر اس مشترکہ مجرمانہ گٹھ جوڑ میں میلا سووچ کی طرح وہ حکمران بھی برابر کا

مجرم ہے۔

اس مقدمے میں درج واقعات پڑھتا جاتا اور حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی تھیں۔سوچتا تھا کہ انسان اس قدر بھی ظالم ہوسکتا ہے۔ایک مسجد کے دروازے پر ایک شخص کو میخیں ٹھونک کر صلیب کی طرح لٹکایا گیا۔لوگوں کو ایک پل پر جھکنے کو کہا گیا اور پھر انھیں یا تو گولی ماردی گئی یا دھکا دے دیا گیا۔اس سارے ظلم وتشدد اور بربریت کے افسانوں میں انسانیت نام کی کسی چیز کو ڈھونڈنا مشکل ہے۔لیکن حیرت ہے کہ چارسالوں کے اس ظلم وتشدد اور بربریت میں مجھے ایک بھی قصہ ایسا نہ مل سکا جو ظلم وتشدد، بربریت اور درندگی میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی گرد کو بھی پہنچتا ہو۔کہیں پر معصوم بچیوں کو اس طرح خوفزدہ حالت میں اکٹھے کر کے بموں سے نہیں اڑایا گیا کہ جب ان کی لاشیں سمیٹی جارہی ہوں تو وہ اپنی بہنوں اور ماؤں کی لاشوں سے لپٹی ہوئی ملیں۔اس پورے ظلم وتشدد کے مقدمے میں کہیں بھی ثبوت مٹانے کے لیے سفید فاسفورس استعمال نہیں کیا گیا۔وہ ظالم تھے بربریت ان کا شعار تھا۔شہر کا محاصرہ کرتے، نوجوانوں کو ایک سمت لے جاتے لیکن بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو کسی کیمپ میں قید کردیتے یا پھر انھیں شہر سے بھاگنے پر مجبور کردیتے۔

ایسا واقعہ اسرائیل کی چالیس سالہ بربریت میں بھی نہیں ملتا کہ ایک شخص کسی مسجد میں بیٹھا اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ حفاظت کا راستہ مانگ رہا ہو اور اچانک اس کی گود میں اس کی ماں کی خون آلود لاش آ گرے اور پھر چاروں جانب بموں کی گھن گرج میں چیخوں، آہوں اور سسکیوں کی صدا بلند ہوجائے۔

جس وقت روس کے باسلان شہر میں دوسو بچوں کو یرغمال بنایا گیا تھا اور روس کی فوج سخت ایکشن پر تلی ہوئی تھی تو پیوٹن کو نیند نہیں آ رہی تھی۔پورا روس جاگ رہا تھا۔بچوں کے مرنے پر تین دن سوگ کا اعلان ہوا تھا۔اس صحافی کو اخبار سے بے دخل کردیا گیا جو سخت ایکشن پر کالم لکھتا تھا۔تمام کارروائی کے انچارج افسران ملازمت سے برخاست کردیئے گئے تھے۔لیکن لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں تو اتنی سی انسانی حمیت اور رحم کی جھلک بھی دکھائی نہ دی۔کوئی قصرصدارت میں طاقت کے نشے میں رہا تو کوئی قصروزارتِ عظمٰی سے نکلا اور بلیو ایریا میں قلفی کی دکان کھلوا کر قلفی کھانے چلا گیا۔

آج اس سانحے کو بیتے ایک سال ہوچلا ہے۔میں جب کبھی اس مسجد میں نماز پڑھنے گیا یا پاس سے گزرا تو پتا نہیں کیوں مجھے ان معصوم روحوں کی مدد کو پکارتی آوازیں یاد آتی ہیں۔پانچ دن پانی کے بغیر جولائی کے مہینے میں کربلا کے شہیدوں کے نقش قدم پر چل کر شہادت کا جام نوش کرنے کا منظر آنکھوں کے سامنے جھلکتا ہے۔بس ایک سوال سوچتا ہوں کہ اگر اس مجرمانہ گٹھ جوڑ کا اصول وضع کردیا جائے، عالمی عدالت میں انصاف کی کرسی سج جائے تو کیا ہوگا۔جس نے آخری وقت تک محفوظ راستہ دینے سے ان معصوم عورتوں، بچوں اور نمازیوں کو انکار کیا تھا۔اسے بھی محفوظ راستہ طلب کرنے کی جرأت نہ ہوسکے گی۔ہاں یہ الگ بات ہے کہ وہ بغیر وکیل کے بغیر فرد جرم کے اور بغیر کسی مقدمے کے مارے گئے۔مگر یہاں وکیل بھی ملے گا، فرد جرم بھی لگے گی، مقدمہ بھی چلے گا، صفائی کا موقع بھی ملے گا۔لیکن تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جو قومیں اس طرح کے ''مشترکہ مجرمانہ گٹھ جوڑ'' پر عدالتیں نہیں بٹھاتیں، انصاف نہیں کرتیں وہاں عوامی تحریکیں اُٹھتی اور عوامی عدالتیں بھی لگتی ہیں، اور تاریخ کا یہ منظر انتہائی خوف ناک ہوا کرتا ہے۔

[بہ شکریہ روزنامہ ایکسپریس، ۶ جولائی ۲۰۰۸ء]



ضرورت برائے لیڈی وائس پرنسپل و ٹیچر

① ...... وائس پرنسپل لیڈی کے لیے الشہادۃ العالمیہ، ایم اے کا ہونا ضروری اور کسی بھی ادارے میں تین سال یا زائد عرصہ کا تجربہ ہو۔

② ...... لیڈی ٹیچر کے لیے الشہادۃ العالمیہ یا کم از کم ایف اے ہونا ضروری ہے۔حسب لیاقت مشاہرہ معقول ہوگا، ان شاءاللہ

[رابطہ کے لیے، فون: 0331-4506014]

فہرست اردو کتب

مکتبہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

۲۹۷ء۲۱ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ح۴۱ح حدیث کا بنیادی کردار، ص:۴۵، مجلس نشریات اسلام کراچی

۲۹۷ء۲۱ حافظ عبداللہ روپڑی
ع۵۸م ① مودودیت اور حدیث نبویہ، ص:۱۲۲، ② رکعاتِ قیام رمضان، ص:۹۶، حکیم محمد اشرف جامعہ قدس چوک دالگراں لاہور۔

۲۹۷ء۲۱ رفیق احمد سلفی
ر۹۳ع علوم الحدیث مطالعہ وتعارف، ص:۵۲۸، مقامی جمعیت اہل حدیث علی گڑھ ۲۰۰۲ء

۲۹۷ء۲۱ ابومعاذ عبدالجلیل اثری
ا۱۹۹ت تحفہ اہل النظر فی مصطلح اہل الخبر، ص:۳۲۰، یادگار لائبریری گوجرانوالہ ۱۹۹۸ء

۲۹۷ء۲۱ مولانا محمد امین اثری
ا۱۹۹ا احسن الوصول الی مصطلح احادیث الرسول، ص:۳۸، مکتبہ سلفیہ بنارس ۱۹۹۸ء

۲۹۷ء۲۱ مولانا تقی امینی
ا۲۰۷ح حدیث کا درایتی معیار، ص:۲۸۸، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۸۶ء

۲۹۷ء۲۱ محمد عاصم الحداد
ح۳۴۴س سنت رسول کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ ص:۹۵، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور ۱۹۸۸ء

۲۹۷ء۲۱ ڈاکٹر حمید اللہ
ح۵۷ا اصولِ حدیث، ص:۹۷، مجید بک ڈپو فیصل آباد۔س،ن

۲۹۷ء۲۱ خلیل الرحمٰن چشتی
خ۱۰۷ح حدیث کی اہمیت اور ضرورت، ص:۱۱۴، الفوز اکیڈمی اسلام آباد ۱۹۹۹ء

۲۹۷ء۲۱ عبدالمنان الراسخ
ر۲۵۴ت مصطلح الحدیث، ص:۶۹، رئیس المرکز الاسلامی للدعوۃ والتحقیق ۱۹۹۹ء

۲۹۷ء۲۱ مولانا سلطان محمود
س۸۳ا اصطلاحات المحدثین، ص:۳۲، اثری ادارہ نشر وتالیف ملتان۔س،ن

۲۹۷ء۲۱ ڈاکٹر سہیل حسن
س۹۴۵م معجم اصطلاحات حدیث، ص:۴۲۴، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد ۲۰۰۳ء

۲۹۷ء۲۱ ڈاکٹر محمود الطحان
ط۵۶ت تیسیر اصولِ حدیث، ص:۲۱۵، فاروقی کتب خانہ الفضل مارکیٹ لاہور ۱۹۹۸ء

۲۹۷ء۲۱ مولانا محمد طیب
ط۹۱ح حدیث رسول کا قرآنی معیار، ص:۱۲۸، ادارہ اسلامیات لاہور ۱۹۷۷ء

۲۹۷ء۲۱ غازی عزیز
ع۹۴۰۷ض ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت، ص:۲۲۳، فاروقی کتب خانہ لاہور

۲۹۷ء۲۱ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
ع۴۱ع فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ، ص:۵۴۴، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۹۶۴ء

۲۹۷ء۲۱ عبدالحق محدث دہلوی
ع۲۸م مقدمہ مشکوٰۃ شریف، ص:۱۱۲، مکتبہ اسلامی لاہور۔س،ن

۲۹۷ء۲۱ ابومحمد عبدالعزیز
ع۴۱ا استجلاء البصر من شرح نخبۃ الفکر، ص:۲۵۸، مطبع مفید عام لاہور۔س،ن

۲۹۷ء۲۱ محمد علی قطب
ع۶۵۲ق علوم الحدیث،ص:۸۸،مکتبہ قدوسیہ لاہور ۱۹۹۷ء

۲۹۷ء۲۱ فضل الرحمٰن کلیم کاشمیری
ک۱۷ت تفہیمات شرح نخبۃ الفکر،ص:۳۲۴، ادارہ احیاء التراث اہل السنہ وزیر آباد ۱۹۸۶ء

۲۹۷ء۲۱ مسعود احمد
م۶۲ا اصولِ حدیث،ص:۳۲،ادارہ مطبوعات اسلامیہ ۱۹۹۳ء

۲۹۷ء۲۱ حبیب اللہ مختار
م۵۹۳س سنت نبویہ اور قرآنِ کریم،ص:۲۶۰،مجلس دعوت وتحقیق اسلامی کراچی ۱۹۸۳ء

۲۹۷ء۲۱ علامہ وحید الزماں
و۶۳۴ل لغات الحدیث (چار مجلد) نعمانی کتب خانہ ۲۰۰۵ء

۲۹۷ء۲۴ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ،مترجم: محمد داؤد راغب
ا۱۲۳م منتقی الاخبار،ج:۲،دارالدعوۃ السلفیہ لاہور ۱۹۸۲ء

۲۹۷ء۲۴ احسان الحق فاروقی
ا۲۶۱ امعان المواضیح لحل مقدمہ مشکاۃ المصابیح،ص:۱۴۰،مکتبہ دارالحرمین گوجرانوالہ ۲۰۰۳ء

۲۹۷ء۲۴ مفتی اللہ بخش ملتانی
ا۶۵ب بخاری کی دو روایات پر علمی تنقید پر تنقید، ص:۳۲، دارالحدیث محمدیہ ملتان۔س،ن

۲۹۷ء۲۴ شرف الدین ھبۃ اللہ بن عبدالرحیم البارزی،مترجم: سید ابوالحسن محمد محی الدین خان
ب۱۵۶ات مجموعہ صحاح الستہ،ج:۶،مکہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔س،ن

۲۹۷ء۲۴ شرف الدین ھبۃ اللہ بن عبدالرحیم البارزی
ب۱۵۶ات تیسیر الوصول الی جامع الاصول من احادیث الرسول، ص:۳۱۴،مطبع صدیقی لاہور۔س،ن

۲۹۷ء۲۴ شرف الدین ھبۃ اللہ بن عبدالرحیم البارزی، مترجم: ابوالحسن محمد محی الدین خان
ب۱۵۶ات تلخیص الصحاح،ص:۳۲۴،مطبع صدیقی لاہور۔س،ن

۲۹۷ء۲۴ مولانا محمد بدر عالم
ع۲۰ت ترجمان السنہ،ج:۴،ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۴۸ء

۲۹۷ء۲۴۱ عطاء اللہ طارق
ط۲۱م مسند ابی ہریرۃ،ص:۲۲۴، ادارہ اصلاح المسلمین گگو منڈی ۲۰۰۰ء

۲۹۷ء۲۴۲ ابوعیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ،مترجم: ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی
ت۴۴ص صحیح سنن الترمذی (مترجم) ۴مجلد، جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہیوال ۱۴۲۱ھ

۲۹۷ء۲۴۲ ابوعیسیٰ الترمذی،مترجم: بدیع الزمان
ت۴۴ج صحیح سنن الترمذی (مترجم)،ص:۵۵۶، مطبع مرتضوی دہلی۔س،ن

۲۹۷ء۲۴۲ ابوعیسیٰ الترمذی،مترجم: فضل احمد انصاری
ت۴۴ج ترجمہ جامع الترمذی،۲مجلد مطبع فیض منبع منشی لکھنؤ۔س،ن

۲۹۷ء۲۴۲ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی،مترجم: وحید الزمان
د۴۵س سنن ابوداؤد مترجم،۳مجلد،اسلامی اکادمی لاہور ۱۹۸۳ء

۲۹۷ء۲۴۲ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ،مترجم: وحید الزمان
م۱۲۴س سنن ابن ماجہ (مترجم)،۳مجلد، مہتاب کمپنی تاجران کتب لاہور۔س،ن

۲۹۷ء۲۴۲ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ،مترجم: وحید الزمان
م۱۲۴س سنن ابن ماجہ شریف مترجم، ۳ مجلد، اسلامی اکادمی لاہور ۱۹۹۰ء

۲۹۷ء۲۴۲ امام مالک بن انس،مترجم: وحید الزمان
م۱۴م موطا امام مالک مترجم،ص:۹۰۷، نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۹۵۴ء

۲۹۷ء۲۴۲ امام مالک بن انس،مترجم: وحید الزمان
م۱۴ک کشف المغطا عن کتاب الموطا،ص:۶۲۰۔س،ن

۲۹۷ء۲۴۲ امام مالک بن انس،مترجم: وحید الزمان
م۱۴م مؤطا امام مالک،ص:۷۰۲،اسلامی اکادمی لاہور ۱۴۰۲ھ

۲۹۷ء۲۴۲ مسلم بن حجاج،مترجم: وحید الزمان
م۶۲۸و صحیح مسلم،ص:۵۲۲،مطبع صدیقی لاہور۔س،ن

۲۹۷ء۲۴۲ مسلم بن حجاج، مترجم: وحید الزمان

م۶۲۸و صحیح مسلم مع نووی، ص:۲۷۲، منیجر جریدہ نور الایمان دہلی ۱۳۸۵ء

۲۹۷ء۲۶ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

۱۱۲۳(۳ شرح حدیث انما الاعمال بالنیات، ص:۵۵، اثری ادارہ نشر وتالیف ملتان ۱۴۰۲ھ

۲۹۷ء۲۶ ابو عامر محمد اسحاق خان

۸(۳۷ت تحفہ علم وحکمت، ص:۵۴۲، دار العلوم تعلیم القرآن آزاد کشمیر۔س،ن

۲۹۷ء۲۶ محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم: داؤد راز

ب۳۰ر صحیح بخاری، جلد:۴، منیجر جریدہ نور الایمان دہلی۔س،ن

۲۹۷ء۲۶ محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم: داؤد راز

ب۳۰ر بخاری شریف کتاب الصلاۃ، ص:۲۲۳، ادارہ دار القرآن کراچی۔س،ن

۲۹۷ء۲۶ محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم: شبیر احمد عثمانی

ب۳۰ع فضل الباری شرح صحیح البخاری، جلد:۱، ص:۵۸۵، ادارہ علوم شرعیہ کراچی ۱۹۷۳ء

۲۹۷ء۲۶ محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم: محمد زکریا

ب۳۰ز تقریر بخاری شریف، جلد دوم، کتب خانہ اشاعت العلوم ہند ۱۳۹۳ھ

۲۹۷ء۲۶ محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم: مولانا سعید احمد رضا

ب۳۰ا مقدمہ انوار الباری حصہ اول، ثانی، مکتبہ ناشر العلوم دیوبند یوپی ۱۹۶۴ء

۲۹۷ء۲۶ محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم: مولانا سعید احمد رضا

ب۳۰ا انوار الباری ترجمہ صحیح البخاری، ج:۵، مکتبہ ناشر العلوم دیوبند یو۔پی ۱۹۶۴ء

مولانا محمد اسحاق بھٹی کا سفرسعادت

حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نائب صدر دارالدعوۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ لاہور ۲۴۔ جون ۲۰۰۸ء بروز منگل سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ عمرے کی سعادت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ۲۔ جولائی بروز بدھ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کی دعوت پر کویت روانہ ہو گئے۔ موصوف کی ۱۵۔ جولائی ۲۰۰۸ء کو لاہور واپسی ہو گی، ان شاء اللہ العزیز۔ [ادارہ]

سپاسِ تشکر:

راقم گزشتہ دنوں علالت کے باعث مقامی ہسپتال، پھر اپنے گھر بستر علالت پر رہا۔ اس دوران میرے کئی دوستوں اور جماعتی ساتھیوں نے میرے لیے دعائے صحت فرمائی۔ کئی ایک احباب گرامی میری عیادت کے لیے خود تشریف لاتے رہے اور فون پر بھی رابطہ کیا۔ میں اُن تمام احبابِ گرامی کا شکر گزار اور ان کی خدمت میں سپاسِ تشکر پیش کرتا ہوں۔ اللہ کریم ان سب حضرات کی دین و دنیا بہتر فرمائے جنھوں نے میرے لیے دعا فرمائی۔ جزاکم اللہ خیراً

[(مولانا) ابوبکر صدیق سلفی، صدر دارالدعوۃ السّلفیہ لاہور، وخطیب مسجد نجم اہل حدیث مصری شاہ لاہور]

ماہنامہ بحر العلوم السّلفیہ کا خصوصی نمبر:

ماہنامہ بحر العلوم السّلفیہ، میر پور خاص سٹلائٹ ٹاؤن سندھ، اپنی ۲۵ سالہ علمی، تبلیغی و مسلکی خدمات پر مشتمل ایک خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے۔ اس نمبر میں ممتاز صحافی، اہل قلم، دانش وراور علمائے کرام کے مضامین، مقالے اور نگارشات شامل ہوں گی، ان شاء اللہ۔ احباب اپنی کاپی آج ہی بک کروالیں۔ یہ خصوصی اشاعت عنقریب منظر عام پر آ رہی ہے۔

[(شیخ الحدیث) افتخار احمد تاج الدین الازہری، مدیر مجلّہ ہٰذا۔ فون: 0231-61070]

قاری عمران یوسف کی والدہ کی وفات:

مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کے رہنما جناب قاری محمد عمران یوسف کی والدہ گزشتہ دنوں وفات پا گئیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومہ کی مغفرت کے لیے دعا فرمائیں۔ [شوکت ضیاء چوہدری، حاجی عبدالقیوم گوالمنڈی، لاہور]

شاہ جہاں ملک (میانوالی) وفات پا گئے:

الاعتصام کے پرانے قارئین میں سے ایک، میانوالی کے جماعتی، مسلکی و متحرک شخصیت جناب شاہ جہاں ملک ۲۹۔ جون ۲۰۰۸ء بروز اتوار قضائے الٰہی سے وفات پا گئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم آرمڈ سروسز بورڈ میانوالی کے سابق ہیڈ کلرک تھے۔ دین و دانش سے ہمیشہ تعلق رہا۔ اپنے علاقے میانوالی میں اہل حدیث مسلک کی ترویج و اشاعت کے لیے بڑا کام کیا۔ کبھی کبھار الاعتصام کے لیے مضمون بھی لکھتے تھے۔ دعا ہے اللہ کریم موصوف کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام بلند سے نوازے، آمین۔

ہم مرحوم کے بیٹے جناب خالد شاہ جہاں سے ان کے والد کی مغفرت کے لیے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ [محمد سلیم چنیوٹی]